



دخترانِ اسلام

ماہنامہ لاهور جنوری 2012ء

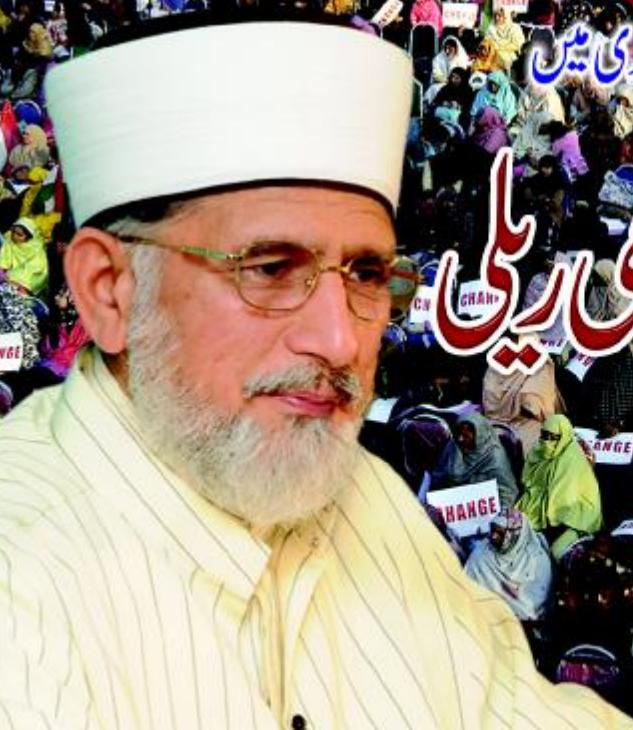
حُسَن

حضرت محمد مصطفیٰ کا انقلابِ رحمت و نجات

خلوقات کی محبت و اطاعت مصطفیٰ ﷺ

تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے زیر اہتمام
لیاقت باغ روپ لپندی میں

بیداری شعور عوای ریلی



﴿فَرْمَانُ الْهِيْ‌﴾

لَنْ تَسَأَلُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُفْقِدُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ط
وَمَا تُنْفِدُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝ كُلُّ الطَّعَامِ
كَانَ حِلًّا لِّبَنِي إِسْرَاءِيلَ إِلَّا مَا حَرَمَ إِسْرَاءِيلُ عَلَىٰ
نَفْسِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُنَزَّلَ السُّورَةُ طَقْ قُلْ فَاتَّوْا بِالْتَّوْرَةِ
فَاتَّلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَدِيقِينَ ۝ فَمَنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ مِنْ مَنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝
قُلْ صَدَقَ اللَّهُ قَدْ فَاتَّبَعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا طَ وَمَا كَانَ
مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ (آل عمران: ۹۲-۹۵)

”حضرت ابو جوزاء اوس بن عبد اللهؓ سے
مردی ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے لوگ سخت تحفظ میں بتلا
ہو گئے تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (اپنی
ناگفتہ بہ حالت کی) شکایت کی۔ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر انور (یعنی
روضہ اقدس) کے پاس جاؤ اور وہاں سے ایک کھڑکی آسان
کی طرف اس طرح کھولو کہ قبر انور اور آسان کے درمیان کوئی
پردہ حائل نہ رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے ایسا ہی کیا تو
بہت زیادہ بارش ہوئی یہاں تک کہ خوب سبزہ اگ آیا اور
اونٹ اتنے موٹے ہو گئے کہ (محسوس ہوتا تھا) جیسے وہ چربی
سے پھٹ پڑیں گے لہذا اس سال کا نام ہی ”عام الفتن“
(پیٹ) پھٹنے کا سال رکھ دیا گیا۔“

(ماخوذ از المنهاج التویی من الحدیث النبوی ﷺ، ص ۵۵۰-۵۵۱)

”تم ہرگز نیکی کرنہیں پہنچ سکو گے جب تک تم (اللہ کی
راہ میں) اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو، اور تم جو کچھ بھی
خرچ کرتے ہو بے شک اللہ سے خوب جانے والا ہے۔ تورات
کا اتنے سے پہلے بنی اسرائیل کے لیے ہر کھانے کی چیز حلال
تھی سوائے ان (چیزوں) کے جو یعقوب (اللعللہ) نے خدا پنے
اور حرام کرنی تھیں فرمادیں: تورات لا اور اسے پڑھو اگر تم سچے ہو
پھر اس کے بعد بھی جو شخص اللہ پر جھوٹ کھڑے تو وہی لوگ ظالم
ہیں۔ فرمادیں کہ اللہ نے سچ فرمایا ہے، سو تم ابراہیم (اللعللہ) کے
دین کی پیروی کرو جو ہر باطل سے منہ مول کر صرف اللہ کے ہو گئے
تھے، اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔“

(ترجمہ عرفان القرآن)

حمد باری تعالیٰ

نعت رسول مقبول ﷺ

رہا ہے اونچ پر ہر دور میں کہا اُن کا
نبیؐ کے جو بھی ہوئے، ہو گیا خدا اُن کا

چراغ جلنے لگے، جس طرف اُنھیں نظریں
کھلے ہیں پھول، جدھر بھی قدم گیا اُن کا

کچھ اس ادا سے نوازا حضورؐ نے اس کو
ہوا ہے غیر کا محتاج کب گدا اُن کا

ہیں شمع رشد و ہدایت نقوشی پا اُن کے
سلامتی کی ضمانت ہے راستہ اُن کا

ہزار آندھیاں اُنھیں، کئی رتیں بدیں
روان دواں بہ ہر رنگ قافلہ اُن کا

ندامتوں کے ہوا، کچھ نہیں ہے دامن میں
دل حزین کو اگر ہے تو آسرا اُن کا

دل و نگاہ میں گلشن مہک اٹھے خاور
اداس رت میں کبھی نام جب لیا اُن کا

(احمد شہباز خاور)

فکر نمود ہے نہ الم انتشار کا
مجھ پر بڑا کرم ہے مرے کردگار کا

مالک تو دو جہاں کا ہے ربِ ذوالجلال
چچا چہار سو ہے ترے اختیار کا

دونوں جہاں میں تو ہی مرما کارساز ہے
تو آسرا ہے عاجز و امیدوار کا

تیرے کرم سے بگڑے بنے میرے سارے کام
تجھ سے بھرم رہا ہے یہ منت گذار ہے

یا رب! مجھے سکون کی دولت نصیب کر
عامِ بدل دے میرے دل بے قرار کا

مہنگے مرے چمن میں بھی کوئی خوشی کا پھول
جھونکا ادھر بھی آئے نسیم بہار کا

سجاد راہِ عشق و طلب میں مثال طور
جو یا ہوں میں بھی جلوہ پروگار کا

(سجاد مرزا)

لیاقت باغ کی تاریخی بیداری شعور ریلی

راولپنڈی کی سیاسی تاریخ میں تحریک منہاج القرآن کی بیداری شعور ریلی جس میں لاکھوں افراد نے شرکت کی کہ پہ اور احتجاجی نظام اختیاب کے خلاف ایک ریفارم تھا۔ لیاقت باغ گروئٹ سے ملحوظہ کالج روڈ اور گورڈن کالج روڈ سمیت مری روڈ پر بھی ہزاروں افراد موجود تھے اور چوک میں لگی بڑی سکرین جس پر دن کی روشنی میں بھی واضح دکھائی دیتا ہے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا تاریخی خطاب دیکھ رہے تھے۔ یہ ریلی اس لحاظ سے بھی منفرد رہی کہ لاہور میں دفاع پاکستان ریلی بھی اسی وقت تھی۔ تحریک انصاف نے پنڈی گھپیپ میں جلسہ رکھا ہوا تھا، جماعت اسلامی نے پشاور اور PPP اور دیگر جماعتوں کے جلسے بھی اس وقت تھے۔ جلوسوں کی بہتات کے باوجود عوام پر یہ واضح ہو گیا کہ لیاقت باغ کی ریلی انتظامات کی خوبصورتی اور عوامی شرکت کے لحاظ سے سارے جلوسوں پر بھاری تھی۔ لیاقت باغ میں ہونے والی عوامی ریلی میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کینیڈا سے سکرینوں پر دکھائی دے رہے تھے اور عوام کا جوش و خروش تھا کہ تھنے کوئی آرہا تھا۔ پنڈال کو واضح طور پر دھصوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور جتنی کرسیاں مردوں کے لئے لگائی گئی تھیں اتنی ہی خواتین کے لئے مختص تھیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خطاب 15:2 پر شروع ہوا جبکہ پنڈال اس سے ایک گھنٹہ قبل لبالب ہو چکا تھا اور تن دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ سوا چار گھنٹے کے انتظار کے بعد شرکاء ریلی نے سکرین پر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو دیکھا تو فرط جذبات سے لاکھوں لوگ کھڑے ہو گئے مری روڈ پر موجود ہزاروں افراد بھی خوشی سے سکرین کی طرف دیکھ کر دونوں ہاتھوں کو مسلسل ہلائے جا رہے تھے جبکہ لیاقت باغ گروئٹ کے ساتھ کھڑی بوسوں کی چھتوں پر بھی سیکنڈریوں افراد اسی کیفیت سے سرشار دکھائی دیتے۔ 5 منٹ تک لاکھوں افراد نے کھڑے ہو کر اور ہاتھوں کو ہلاکر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا استقبال کیا۔ اس وقت سٹیچ سے پنڈال کا منظر دیکھنے کے لائق تھا۔ عوام کا متلاطم سمندر جو تاحد نظر پھیلا ہوا تھا اور تحریک کے تین گاؤں کے جھنڈوں کا تحریک یہ ظاہر کر رہا تھا کہ عوام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ایک جھلک دیکھنے کو کتنے بے تاب ہیں۔ Minhaj.tv کے ذریعے ریلی کی کارروائی رہا راست پوری دنیا میں دیکھی جا رہی تھی اس طرح کروڑوں افراد بالواسطہ طور پر ریلی میں شرکیک تھے اور پنڈ والیکٹر انک میڈیا کے نمائندگان کی بڑی تعداد بھی موجود تھی۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ انتخابی نظام کینسر زدہ ہو چکا، ملک و قوم کو محنت یاب کرنے کے لئے سرجی کرنا ہوگی۔ ملک کو ایسے سرجن کی ضرورت ہے جو پیچیدہ سرجی کا ماہر ہو۔ قوی حکومت تسلیم دی جائے جو موجودہ آئین کے تابع رہ کر نیا سوشل کنٹریکٹ دے۔ قوی حکومت میں دیانت دار اور باکردار اہل لوگوں کا شامل کیا جائے جو اداوں کے اختیارات کا تعین کرے۔ انہوں نے کہا کہ میں سپریم کورٹ کو سپریم مانتا ہوں۔ قوی حکومت کے لیے راستہ سپریم کورٹ کے علاوہ کوئی نہیں کھول سکتا۔ پاکستان کو جمہوری اصلاحات کی ضرورت ہے۔ ایسا پاکستان دیکھنا چاہتا ہوں جو دہشت گردی سے پاک ہوا اور اس کی سالمیت کو پوری مداخلت سے خطرہ نہ ہو۔ بدستی سے آج ہمارا معاشرہ نہ جمہوری ہے نہ اسلامی ہے اور نہ ہی انسانی ہے۔ ہمارا سیاسی کلچر تسلیم سے آئین کے چہرے پر تھپٹر مار رہا ہے اور ہم پھر بھی جمہوری کھلوانے کی ضد پر قائم ہیں۔

ہمارے ملک میں جو جمہوریت ہے اسے جمہوریت کہنا اس کی توہین ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کہا کہ موجودہ نظام، جمہوریت نہیں نظام مجبوریت ہے قوم اسے رکر دے۔ اس نظام نے پاکستان کو کرپشن کے عالمی گراف میں بھوٹان، سری لنکا، یا تھوپیا اور بغلہ دلش سے بھی اوپر پہنچا دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کہا کہ عوام تالگے کی پچھلی نشست کی سواریاں نہ بنیں جنہیں آگے آنے والے گڑھے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ وہ ایسے نظام کو مسترد کر دیں جس نے انھیں غلام بنا رکھا ہے۔ تحریک منہاج القرآن ماذریت، امن پسند اور اعتدال پسند پاکستان دیکھنا چاہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ سے لڑائی کرونا وہ اس کے غلام بن کر رہو۔ ہمیں آزادانہ فیصلے کرنے والی پُرانی قوم بن کر رہنا ہوگا۔ انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ہم ایکشن نہیں لڑیں گے مگر نظام انتخاب کی تبدیلی کے لئے قوم کے شعور کے دروازے پر ضرور دستک دیتے رہیں گے۔ کیونکہ یہی حقیقی تبدیلی کا راستہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسا جمہوری نظام ہو جہاں صحت اور تعلیم ہردو پر جی ڈی پی کا دس فی صد خرچ کیا جائے۔ موبائل عدالتیں ہوں جو تین دن میں فیصلہ دیں۔ انہوں نے کہا کہ اب حقیقی تبدیلی نہ آئی تو عوام غور سے سن لیں کہ پھر کبھی نہ آسکے گی اور ملک مزید اندر ہوں میں چلا جائے گا۔ قوم حقیقی تبدیلی چاہتی ہے تو موجودہ نظام انتخاب کے خلاف بغاوت کر کے سرکوں پر نکل آئے۔ جس نظام سیاست کو جمہوریت کہا جا رہا ہے اس نظام کے ذریعے جو پارلیمنٹ وجود میں آئے گی اس سے ملک و قوم میں تبدیلی نہیں بلکہ مزید مایوسی حجم ملے گی۔ شیخ الاسلام نے کہا کہ اس احصائی نظام انتخاب نے عوام کی عزت، آبرو، جینے کا حق، بنیادی ضروریات زندگی، آزادی، فکر، مواخذه کا حق سب چھین لیا ہے، آئندہ نسلوں کو بدلنے اور قومی، آئینی اداروں اور حقیقی جمہوریت کو بچانے کی خواہش اور حقیقی تبدیلی اس احصائی نظام انتخاب کو دریا برد کیے بغیر ممکن نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ نظام سیاست فقط اشرافیہ کی جمہوریت ہے اور انہیں اقتدار میں لانے کی ڈیلویس ہے۔ صرف آج حکومت کی تبدیلی کا نہیں بلکہ نظام کی تبدیلی کا موزوں ترین وقت ہے۔ میری جگہ سیاسی جماعتوں سے ہے نہ سیاسی قیادتوں سے بلکہ اس احصائی سیاسی انتخابی نظام سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ معاشرہ نہ اسلامی ہے نہ جمہوری ہے اور نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ نہ یہ معاشرہ انسانی ہے۔ نہ ترقی یافتہ ہے نہ ترقی پذیر ہے بلکہ زوال پذیر ہے۔ بے سمت اور بے مقصدیت میں بہتا ہجوم ہے۔ 80 فیصد عوام دو وقت کی روٹی کے لیے پریشان ہیں۔ 60 فیصد عوام انتخابات میں حصہ ہی نہیں لیتے اور 40 فیصد بھی وہ ہیں جنہیں مختلف حیلوں سے ووٹ ڈالوائے جاتے ہیں۔ شیخ الاسلام نے کہا کہ پوری دنیا میں MNA کو ترقیاتی کاموں کے بحث میں ایک روپیہ نہیں دیا جاتا، ترقیاتی کام سرکاری محکموں کی ذمہ داری ہوتے ہیں۔ جہاں MNA اپنی حدود سے تجاوز کرے ادارے اس کی فوری گرفت کر لیتے ہیں۔ یہاں MNA اپنے حلقو کی تقدیر کا مالک ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اظہار آزادی رائے میڈیا کا بنیادی حق ہے، لیکن جب آمر اقتدار میں آتے ہیں تو میڈیا کی زبان کھٹکیج لیتے ہیں اور جب سیاست دان آتے ہیں تو میڈیا کو اتنا بولنے پر لگا دیتے ہیں کہ کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ انہوں نے کہا کہ میں احصائی نظام انتخاب کو ملک اور قوم کی تباہی کا راستہ سمجھتا ہوں۔ یاد رکھیں! اگر عوام نے آج بھی آنکھیں نہ کھولیں تو پچھتا کیں گے۔ 18 دسمبر کو ملک میں ایک ہی ایسی آوارتی جس نے ملک و قوم کو لاحق مرض کی درست نشاندہی کی اور قوم کو بتادیا کہ اگر وہ اب بھی علاج کیلئے تیار نہ ہوئے تو اللہ ایسے موقع قوموں کی زندگی میں بار بار نہیں لاتا۔ اس لئے خود اپنی حالت کے بدلنے کا خیال اب کرنا ہی ہوگا۔ ورنہ جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات تو ہے ہی۔ فیصلہ قوم نے کرنا ہے۔

تعمیر شخصیت میں شعور کی کارفرمائی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کا خطاب

مرتب: صاحبزادہ محمد حسین آزاد معاونت: مصباح کبیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کی شخصیت کے اندر ایک بڑا عظیم جوہر اور ایک بڑی عظیم چیز رکھی ہے جسے آپ عام طور پر شعور کے لفظ سے جانتے اور پہچانتے ہیں۔ بعض اوقات آپ یہ بات کرتے ہیں کہ یہ باشعور شخص یا باشعور انسان ہے کبھی کہتے ہیں کہ میرے شعور میں بھی یہ بات ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ میں نے یہ کام شعوری طور پر کیا ہے یا نہیں کیا ہے۔ اس کو انگلش میں Conscious mind کہتے ہیں اور لاشعور اور تحت اشعور کو Sub conscious mind کہتے ہیں۔ شعور کو اللہ پاک نے انسان کی پوری شخصیت میں رکھا ہے جس کا انسانی شخصیت میں بڑا دخل ہوتا ہے۔ آپ یوں سمجھ لیں کہ ساری کی ساری کارفرمائی شعور سے جنم لیتی ہے۔ پھر انسانی مزاج بھی شعور سے بنتے ہیں، انسان کی روحانیت کے ترقی پانے میں بھی اس کا اہم کردار ہے یعنی شکل و صورت کے ظاہری گوشوں کو چھوڑ کر باطنی شخصیت کے جتنے بھی گوشے ہو سکتے ہیں وہ سارے کے سارے شعور کے زیر اثر پرورش پاتے ہیں لہذا انسانی شخصیت میں شعور کو بڑا دخل ہوتا ہے۔ یہ نکتہ کیسے Develop ہوا ایک ربط بتا دوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا کلام نازل فرمایا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ یہ شاعری نہیں ہے۔ ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے اور خود قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا عَلِمْنَا الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ طَإِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ۔ (یس، ۳۶: ۶۹)

”اور ہم نے ان کو (یعنی نبی مکرم ﷺ کو) شعر کہنا نہیں سکھایا اور نہ ہی یہ ان کے شایان شان ہے۔ یہ (کتاب) تو فقط نصیحت اور روشن قرآن ہے۔“ (عرفان القرآن)

جب یہ شاعری نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کلام ہے اور اس کلام میں کوئی تصفع اور بناوٹ نام کی کوئی چیز نہ ہے نہ ہو سکتی ہے نہ ایسا عقیدہ رکھنا چاہئے۔ یہ سارے کا سارا فطری کلام ہے اور کلام الٰہی ہے۔ جب یہ

بات طے ہے اور اس پر ایمان رکھنا بھی ضروری ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے اللہ رب العزت نے اپنا کلام نازل فرمایا۔ احکام دیئے کچھ چیزوں کو بیان فرمایا کچھ حقائق سمجھائے، کچھ قیامت کے وقت میں رونما ہونے والے واقعات کا ذکر کیا۔ ان چیزوں کو بیان کرنا مقصود تھا اور قرآن مجید کا شروع سے اپنا ایک پیرا اور اسلوب چلا آ رہا ہے۔

الَّمْ ذَلِكَ الْكِتَبُ لَا رَبِّ يَرَبُّ هُنَّا فِيهِ هُنَّا لِلْمُنْقَيْنِ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْعَيْنِ وَيُقْيمُونَ الصَّلَاةَ

وَمَمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفَقُونَ۔ (البقرہ، ۲: اتا^۳)

یہ عمومی اسلوب ہے جسے پڑھ کہ انسان اندازہ کر سکتا ہے کہ کوئی تصنیع اور بناؤٹ نہیں ہے۔ جب آدمی آخری پاروں اور آخری سورتوں پر پہنچا ہے تو کلام اللہ یہ صورت اختیار کر لیتا ہے۔

إِذَا الشَّمْسُ كُوَرَثٌ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ۝ وَإِذَا الْجِبَالُ سُرَرَثٌ ۝ وَإِذَا الْعِشَارُ

عُطِلَّتْ ۝ (الثکریر، ۱: اتا^۴)

اب آپ دیکھتے ہیں یہاں وزن آگئے، قافیے آگئے، الفاظ کے اندر ایک نغمگی آگئی ہے۔ چند آیتیں اور سنیں۔

إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَثٌ ۝ وَإِذَا الْكَوَافِرُ انْشَرَثٌ ۝ وَإِذَا الْبِحَارُ فُجَرَثٌ ۝ وَإِذَا الْقُبُوْرُ

بُعْثِرَثٌ۔ (الانفطار، ۸۲: اتا^۵)

قرآن مجید کی ابتدائی سورتوں اور آخری پارہ کی ان سورتوں کے درمیان ایک سادہ لوح آدمی سن کر سمجھ سکتا ہے کہ کیا فرق ہے؟ یہاں ایک نغمگی ہے، ایسے لگتا ہے جیسے کوئی نغمہ سرہے۔ ایک الہی نغمہ الایسا جارہا ہے۔ ان الفاظ میں ترمم ہے۔ ایک صوتی حسن ہے، الفاظ کے اندر ایک توازن ہے، بہاؤ ہے۔ جیسے کلام اللہ ایک خوبصورت نغموں کی آبشار بن کر اتر رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ڈوبنے کا جتنا ملکہ اور ذوق دیا ہے اسی طرح کے حسن اس پر آشکار ہوتے چلے جاتے ہیں۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیا ہے؟ اسی طرح سورہ الطارق کو پڑھئے۔

وَالسَّمَاءُ وَالظَّارِقِ ۝ وَمَا أَدْرَكَ مَا الظَّارِقِ ۝ السَّجْمُ التَّاقِبُ ۝ إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْهَا

حَافِظُ ۝ فَلَيْسُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَاءٍ دَافِقٍ ۝ يَخْرُجُ مِنْهُمْ بَيْنَ الصُّلْبِ وَالتَّرَأْبِ ۝ إِنَّهُ عَلَىٰ

رَجْعِهِ لَقَادِرٌ ۝ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَّاًتُ ۝ فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ (الطارق، ۸۲: اتا^۶)

یہاں آپ دو دو آیتوں کو مسلسل دیکھتے چلے آئیں۔ اسی طرح اگلی سورۃ ”اعلیٰ“ پر آجائیں:

سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ ۝ الَّذِي خَلَقَ فَسُوْىٰ ۝ وَالَّذِي قَدَرَ فَهَدَى ۝ وَالَّذِي أَخْرَجَ

الْمَرْغِي ۝ فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ ۝ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تُنْسَىٰ۔ (الاعلیٰ، ۸۷: اتا^۷)

آگے سورہ الغاشیہ ہے:

هُلُّ أَنَّكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ وَجُوْهُ يُوْمَيْدٍ حَاسِعَةٌ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلِي نَارًا حَامِيَةً۔ (الغاشیہ، ۸۸: ۱ تا ۳)

آگے سورہ فجر میں فرمایا:

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرِ وَالشَّفْعِ وَالوَتْرِ وَاللَّيلِ إِذَا يَسِرُ (الفجر، ۸۹: ۱ تا ۳)

آگے سورہ البلد میں فرمایا:

لَا أُقِيمُ بِهَذَا الْبَلْدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلْدِ وَاللَّهُ دُونَّا وَلَدٌ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي

كَبِيدٍ (البلد، ۰۹: ۱ تا ۳)

کبھی فرمایا:

وَالشَّمْسِ وَضُحْكَاهُ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَهَا وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّهَا وَاللَّيلِ إِذَا يَغْشِهَا وَالسَّمَاءِ

وَمَا بَنَهَا۔ (الشمس، ۹۱: ۱ تا ۵)

یہ چند ایک نمونے آپ کو دیئے ہیں۔ اس سے میں آپ کو یہ نکتہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ ہمارے دین اور قرآن میں کئی چیزیں ایسی ہیں خواہ کوئی شخص عالم ہو، مفسر ہو، حدیث ہو، محقق ہو، فلسفی ہو، جب تک اللہ پاک نے اس کو ذوق کا حظ وافرانہ عطا فرمایا ہو وہ با تین مرتبے دم تک اس کی سمجھ میں نہیں آسکتیں۔ وہ لغت، گرامر، صرف و نحو، منطق، فلسفہ و معانی کے پڑھ لینے سے بھی سمجھ نہیں آتیں۔ وہ صرف طریق ذوق سے آتی ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ نے انسان کو حواس دیئے ہیں جیسے دیکھنا، سمجھنا، سننا وغیرہ۔ لہذا کچھ چیزیں حواس سے معلوم ہوتی ہیں پھر ایک مقام آتا ہے جہاں حواس جواب دے جاتے ہیں۔ وہاں عقل کام آتی ہے۔ پھر کچھ چیزیں عقل و خرد اور فہم سے بالاتر ہوتی ہیں۔ عقل کے بھی خانے اور شعبے ہیں۔ جیسے ایک فیکٹری اور کارخانے میں بہت سارے شعبے ہوں وہ سارے مل کر کام کریں تو Product نکلتی ہے۔ اسی طرح کارخانہ عقل کے بہت سارے شعبے ہیں وہ سارے مل کر کام کرتے ہیں تو علم بنتا ہے اور دماغ کا Product وجود میں آتا ہے۔ حواس اور عقل سے جب انسان آگے گزرتا ہے تو امام غزالی فرماتے ہیں پھر مقام ذوق آتا ہے۔ الذوق کالمشاهدة او الاحذ بالید۔ ”ذوق یہ ہے کہ جیسے کوئی چیز دیکھ لے یا ہاتھوں سے پکڑ لے۔“

جیسے دست بدست کوئی چیز انسان پکڑ لیتا ہے تو ذوق سمجھنے کا نام نہیں، ذوق دکھا دیتا ہے۔

ذوق کی جب آنکھ کھلتی ہے تو پرے اٹھنے لگتے ہیں، اس طرح انسان ترقی کرتا ہے۔ آگے جاتا ہے، حواس کے بعد عقل، عقل کے بعد فراست، فراست کے بعد بصیرت اور بصیرت کے بعد وجدان یہ چار چیزیں مل

جاتی ہیں۔ کچھ چیزیں فرست میں آ جاتی ہیں کچھ بصیرت میں کچھ ذوق میں آتی ہیں اور کچھ وجدان میں آتی ہیں پھر اس وجدان کے بعد عرفان آتا ہے پھر ایقان آتا ہے۔ یہ سارے درجے مومن کو نصیب ہوتے ہیں اور جہاں اس کی ساری استعدادیں ختم ہو جاتی ہیں اور انسان اس سے آگے نہیں جا سکتا وہاں مقام وحی شروع ہوتا ہے۔ وہ مرتبہ نبوت ہے وہ عام انسان کے بس میں نہیں۔ نبوت وحی چیز ہے۔ لہذا اگر حظ وافر نصیب نہ ہو تو بہت سی باتیں دین، ایمان اور اسلام کی سمجھ نہیں آتیں۔ یہ جو بات میں کر رہا ہوں اور جس نکتہ کی بات چھیڑی ہے اور جو ان سورتوں سے اخذ کی ہے یہ بات نہ حواس میں آنے والی ہے نہ عقل میں، یہ بات مرتبہ ذوق کی ہے۔ اس کا تعلق ذوق سے ہے۔ علامہ اقبالؒ کی بھی جگہوں پر ان چیزوں کا اشارہ دیتے ہیں جب وہ فرماتے ہیں:

گذر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغ راہ ہے منزل نہیں ہے

خرد کی گھتیاں سمجھا چکا میں
میرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

یعنی عقل کی جو منزلیں طے کرنی تھیں وہ میں کر چکا لہذا اب صاحب جنوں کر یعنی ذوق تک لے جا اور وہاں تک لے جا جہاں مقام جنوں آجائے۔ کبھی عقل اور ذوق اور کبھی ذوق کی جگہ علامہ عشق کا نام لیتے ہیں۔ ہر ایک کا اپنا اپنا اسلوب ہوتا ہے۔ وہ عقل و خرد کا نمائندہ بولی سینا کو ظہراتے ہیں اور عشق و ذوق کا نمائندہ مولانا روم یعنی شیخ رومیؒ کو ظہراتے ہیں اور دونوں کو دوڑاتے ہیں۔ محبوب کو تکنے کے لئے اور محبوب اونٹی پر کجاوے پر سوار ہے رخ زیبا پر نقاب ڈالا ہوا ہے عقل بھی دوڑتی ہے کہ محبوب کا چہرہ تک لوں اور ذوق بھی دوڑتا ہے کہ تک لوں یعنی عقل بولی سینا کے روپ میں دوڑتی ہے اور ذوق و عشق مولائے روم کے روپ میں دوڑتا ہے۔ دونوں دوڑتے ہیں تو علامہ کہتے ہیں:

بولی اندر غبار ناقہ گم
دست روئی پر دہ محل گرفت

بولی جو عقل کا نمائندہ تھا وہ اونٹی کے پاؤں سے صحرا میں جو گرد اڑ رہی تھی اس گرد میں گم ہو کر رہ گیا۔ وہ جو عشق و ذوق کا نمائندہ تھا رومی وہ بڑھا اور اس نے پرداہ اٹھا کر دیکھ لیا۔ بات پلٹ کر پھر وہی آگئی کہ ذوق ایک ایسی حقیقت ہے کہ جب تک اس کا حصہ نصیب نہ ہو قرآن و سنت، حدیث اور ایمان کی بہت سی چیزوں سمجھ میں نہیں آتیں یہ سارے بھگڑے، فرقے، مسلک، جماعیں اور مفکر جو امت کو لڑا رہے ہیں اور دین کو بگڑے بگڑے کر رہے ہیں۔ کسی کو وہ مقام و مرتبہ ذوق و حظ کا میسر ہے۔ کسی نے حواس کی حد پر کھڑا ہے اور جو کچھ اس کے حواس میں آتا ہے اسی کو مانتا ہے اور اسی کی ڈالڈگی بخارہ ہے۔ کسی نے حواس کی سرحد پار کر لی وہ عقل تک پہنچ گیا وہ عقل کی دنیا کا شہسوار ہے اور فضائے عقل میں پرواز کر رہا ہے۔ وہ عقل و خرد سے آگے کوئی بات ماننے کو تیار نہیں۔

کچھ وہ ہیں جو ”گذر جا عقل سے آگے کہ یہ نور“ کے مطابق جو عقل کی حد سے آگے گزر گئے وہ ذوق

کی سرحد تک پہنچ گئے اور اب جو ذوق کے صحراء میں آگئے انہوں نے تک لیا۔ ان کی بولی ہی اور ہو گئی اب جو بولی وہ بولتے ہیں وہ ان کی سمجھ میں نہیں آتی اور جو بولی یہ بولتے ہیں وہ اس پر ہنسنے ہیں اس لئے کہ یہ بولی وہی بولتے بولتے آگے گزرائے ہیں۔ نام لئے بغیر آپ کوامت میں جھگڑوں کی ساری روح سمجھا رہا ہوں کہ کوئی عقل کی حد پر کھڑے ہیں۔ آگے جانا نصیب نہیں، کئی ذوق میں آگے ہیں ان کو تکنا نصیب ہوا۔ اب جو تکتے ہیں وہ کسی اور بولی میں بات کرتے ہیں اور جو نہیں تکتے وہ کسی اور بولی میں بات کرتے ہیں۔

اس کی مثل زنانِ مصر اور زلیخا کی ہے۔ زلیخا نے چونکہ تک لیا تھا۔ لہذا اس کی بولی اور کیفیت اور ہو گئی تھی۔ زنانِ مصر نے چونکہ تکا نہیں تھا لہذا وہ طعنہ دیتی تھیں۔ جس نے تکا وہ عاشقانہ باتیں کرتی تھیں جنہوں نے نہیں تکا وہ عقل کی باتیں کرتی تھیں۔ دونوں میں بڑا فرق ہے۔ اس کا حل اور نجاح زلیخا کی سمجھ میں یہی آیا کہ سمجھانے سے یہ نہیں سمجھیں گی جو میں نے دیکھا ہے تھوڑا سا ان کو بھی دکھادوں۔ لہذا جو زلیخا نے دیکھا ایک مجلس منعقد کر کے اس کی جھلک ان کو بھی دکھا دی، بس دیکھنے کی دیر تھی ان کی بولی بدل گئی۔ وہ جو طعنہ دیتی تھیں کہ اپنے خریدے ہوئے غلام پر عاشق ہو گئی اور غلامی کی رث لگاتی تھیں اور طنز کرتی تھیں۔ بس ایک لمحے کی دیر تھی پر دہ پڑا، دیکھا تو قرآن کے مطابق سب بول پڑیں:

فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبُرُهُ وَقَطْعُنَ أَيْدِيهِنَ وَقُلْنَ حَاشَ اللَّهُمَا هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ۔ (یوسف: ۳۱:۱۲)

”سوجب انہوں نے یوسف (اللئلۃ کے حسن زیبا) کو دیکھا تو اس (کے جلوہ جمال) کی بڑائی کرنے لگیں اور وہ (مدہوشی کے عالم میں پھل کاٹنے کے مجائے) اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور (دیکھ لینے کے بعد بے ساختہ) بول اٹھیں: اللہ کی پناہ! یہ تو بشر نہیں ہے، یہ تو بس کوئی برگزیدہ فرشتہ (یعنی عالم بالا سے اترا ہوا نور کا پیکر) ہے۔“ ہاتھ بھی کاٹ ڈالے چینیں بھی نکل گئیں اور ہنسنے لگیں۔ خدا کی قسم یہ تو بشر اور انسان ہی نہیں اب یوسف علیہ السلام تو نہیں بد لے جو پہلے تھے وہی اب بھی تھے۔ زلیخا بھی وہی زنانِ مصر بھی وہی مگر یہ جو یک لخت بولی بدل گئی۔ قرآن کے مطابق یہ بولی کیوں بدل گئی صرف اس لئے کہ پہلے دیکھا نہیں تھا۔ اب دیکھ لیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ جب انسان ذوق کی دنیا میں آتا ہے، پر دہ اٹھتا ہے تو بولی بدل جاتی ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کوئی مثل نہیں ڈھولن دی چپ کر مہر علی امتحان جانہیں بولن دی

جو تکتے ہیں وہ بولتے نہیں ہم لوگ جو بولتے پھرتے ہیں تقریریں کرتے پھرتے ہیں اس کا مطلب ہے ہم نے تکا نہیں۔ ہم نا یمنا لوگ ہیں تک لیتے تو نہ وعظ کرتے نہ تقریریں کرتے کیونکہ ”چپ کر مہر علی امتحان جانہیں بولن دی“۔ اصغر گوندوی صاحب ایک شاعر گزرے ہیں وہ کہتے ہیں:

اگر خاموش رہوں میں تو تُو ہی ہے سب کچھ
جو کچھ کہا تو تیر احسن ہو گیا محدود
عرض کرنا مقصود یہ ہے کہ ذوق کے ساتھ بات اور ہو جاتی ہے اور عقل و خرد کے ساتھ بات اور ہو جاتی ہے۔ یہ جو قرآن مجید کی سورتیں آپ نے سنیں اس کی تفسیر اور اس کی معرفت عقل و خرد اور دلائل سے سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ سارا ذوقی علم ہے اب یہاں شعور کی بات کو سمجھاتا ہوں۔

اللہ رب العزت نے انسان کے اندر شعور رکھا ہے اس شعور کے اندر تین صلاحتیں رکھی ہیں، اس کو Phases of conscious mind اور حصے ہیں آپ ان کو جو چاہیں نام دے لیں۔ اسی شعور کا ایک پہلو ہے جذبہ، دوسرا پہلو ہے ادراک، تیسرا پہلو ارادہ ہے۔ جذبے کو انگلش میں Emotion کہتے ہیں، وہ شعور کا Emotional اور Perceptional aspect ہے۔ دوسرا ادراک (Percepten) ہے جو اس کا Sentimental aspect ہے۔ تیسرا ارادہ (Intention) ہے جو اس کا aspect ہے۔ یہ شعور کے تین گوشے ہیں، ہر انسان کی شخصیت کے اندر کسی میں جذبے کا پہلو غالب ہے یہ شخصیت کی فطری تشکیل اور اس کا حصہ ہے، کسی میں ادراک کا پہلو غالب ہے اور کسی میں ارادے کا اور کچھ مشقتوں اور ریاضتوں سے طریقے Develop بھی ہوتے ہیں۔ شعور میں جو جذبے کا پہلو ہے اگر یہ Develop ہو جائے تو اس کی شخصیت میں ذوق کا جذبہ Develop ہوتا ہے اور یہ ترقی پاتا ہے۔ ذوق، وجدان، محبت، عشق، شوق، رغبت، محبت، جنون، یہ راستہ جذبے سے ترقی اور نشوونما پاتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے ولیت کیا ہے۔ اگر شعور میں ادراک کا پہلو ہونے لگے تو علم وجود میں آتا اور انسان کی شخصیت کے جو علمی پہلو ہیں جیسے علم، عقل، فلسفہ وغیرہ ہزاروں گوشے ہیں وہ Develop ہوتے ہیں اور اگر انسان کی شخصیت میں ارادے کا پہلو غالب آئے۔ اس سے قوت عمل (Will Power) بڑھتی ہے اور علمی شخصیت بنتی ہے جبکہ ادراک سے علمی شخصیت بنتی ہے، جذبے سے روحانی شخصیت وجود میں آتی ہے۔ یہ تین چیزوں جب کیجا ہوتی ہیں بعضوں میں یہاں Develop ہونے سے کم و بیش اگر شخصیت میں یہ تینوں چیزوں موجود ہوں تو شخصیت کا ارتقاء کامل ہو گا اور دین کا فہم ہیں اور بعضوں میں کم و بیش اگر شخصیت میں یہ تینوں چیزوں موجود ہوں تو شخصیت کا ارتقاء کامل ہو گا اور دین کا فہم کامل ہو گا۔ قرآن کی معرفت کامل ہو گی اور اگر ان تینوں میں سے کوئی ایک پہلو Develop ہونے سے رہ جائے تو اس کی معرفت کم ہو گئی۔ اس وجہ سے دین اور قرآن کی معرفت کسی میں کم کسی میں زیادہ ہوتی ہے۔ ایمان و اسلام کی معرفت کسی میں کم کسی میں زیادہ ہوتی ہے کیونکہ کسی کو یہ گوشہ معلوم ہے کسی کا او جمل ہے۔ یہ کمزوریاں شخصیت کی ہیں۔ معلوم ہوا کہ شعور سے ساری شخصیت Develop ہوتی ہے اور اسی سے قرآن اور ایمان کی ساری معرفت پیدا ہوتی ہے۔

دروس سلوک و تصور

صاحبہ مسکین فیض الرحمن درانی
مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن ائمۃ نیشنل

مُرِشد! معلم سلوک و تصور کے اوصاف

محمد اللہ تعالیٰ گذشتہ دروس میں ہم سلوک و تصور کی تعلیم کے عمل یعنی تربیت سلوک اور اس کے مقاصد پر گفتگو کرچکے ہیں۔ ہم نے سلوک و تصور کے مقاصد کے حصول کے لیے مُرِشد و معلم کے علمی، تعلیمی اور تربیتی سلوک کی تاثیر(efficacy) کے ذریعے متعلم یا مرید کا شیخ کے ساتھ اس باہمی قلبی ربط و تعلق کا ذکر کیا تھا کہ جس کے ذریعے شیخ اور مرید کے لیے ایک دوسرے کی ظاہری اور باطنی معرفت کا سامان ہوتا ہے اور سلوک و تصور کے مشترکہ مقاصد کے حصول کے لیے سازگار ماحول(conducive environment) پیدا کرنے اور اس کو توحید مطلب کے اصول کے مطابق برقرار رکھنے میں سہولت ہوتی ہے۔ بقول ”مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ“ شیخ اور مرید کے مابین مستحکم سلوک تعلق یعنی مرید کی ذاتی معرفت نفس اور دلی خواہش اور بعدہ، شیخ کی اہلیت علمی کی جگتو؛ سلوک و تصور کے راستے کی پہلی منزل ہوتی ہے۔ حقیقت نفس انسانی کی شناخت اور معرفت سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدر توں کی پہچان ممکن ہوتی ہے۔ کسی چیز کی ذات کو اس کا نفس کہا جاتا ہے، نفس کی حقیقت روح اور روح کی حقیقت حق الحقائق جل شانہ ہے۔

مُرِشد یا معلم کی پہچان اس کے اوصاف ظاہری اور باطنی سے ممکن ہوتی ہے۔ شیخ طریقت کی تین حیثیات بطور معلم بالعوم بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ ایک بحیثیت صاحب علم سلوک، دوسری بحیثیت ماہر تربیت و تدریس سلوک اور تیسرا بحیثیت منفرد روحانی شخصیت، سالک راہ طریقت کی تعلیم و تربیت کے لیے شیخ کامل کا ہونا ضروری ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سورہ المائدہ کی پہنچیسویں (۳۵) آیہ کریمہ میں ارشاد فرماتا ہے۔

”يَا يَهَا الَّذِينَ أَمْنَوْا إِنَّمَا اتَّقُوا اللَّهَ وَأَبْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهُدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ“

”اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (ایمان میں الخوف والرجاء پیدا کرو! تمہیں ہر وقت یہ خدشہ لگا رہے کہ کہیں اللہ جل جلالہ کی خوشنودی اور رحمت سے دُور نہ جا پڑو) اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو (ایمان میں آرائیگی پیدا کر کے کسی صالح سے رجوع ہو جاؤ، عالم، عالِد، عارف کے لیے وسیلے الگ الگ ہیں) اور اللہ کی راہ میں جہاد (بالنفس، بالعلم، بالمال) کرو۔ (اُس کا قرب حاصل کرنے میں جان لڑا دو۔ اپنی انانیت نفس اور فروعیت بحمد کو مٹا دو) تا کہ تم فلاح پاؤ (دین و دنیا کی کامیابی و کامرانی کے امیدوار بنو)۔“

اس آیہ کریمہ میں ان اللہ والوں کا ذکر ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُس کے کرم کے متلاشی ہیں۔

ان کو بتایا جا رہا ہے کہ اللہ کی رضا اور قرب چار پیزوں سے حاصل ہوتی ہے۔ ایمان، تقوی، وسیلہ اور جہاد، تا کہ یہ اللہ والے امن کو قائم کرنے، اللہ تعالیٰ کے رضا کے حصول اور معاشرہ کو حسنِ اخلاق سے آراستہ کرنے میں مشغول رہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی نصرت کرنے، آپ ﷺ کے معاون بن کر اللہ کا قرب حاصل کریں۔ نبی مکرم و مختشم ﷺ کا فرمان ہے۔ ”میرے صحابی ستاروں کی مانند ہیں۔ جس کی بھی تم پیروی اور اتباع کرلو گے، راستے پالو گے“ (مصنف ابن ابی شیبہ)

شیخ کسی بھی شکل و صورت، ذات قوم کا ہو، اگر وہ شریعت محمدی ﷺ کی اتباع کرنے والا؛ متقی، پرہیز گار، ارکانِ اسلام کا پابند، صحیح العقیدہ مومن، با شرع مسلمان، طریق حق پر چلنے والا، بقدر ضرورت قرآن و حدیث جاننے والا، امامت طریقت کی حفاظت کی الہیت رکھنے والا، مستحق حقدار، تابع اجماع امت، صلحاء وقت میں مقبول، مخلص، صادق الوعد، اللہ تعالیٰ سے طلب استعانت کرنے والا، رشد و ہدایت اور نصیحت کرنے والا، نہ مجدوب نہ مشرکانہ کلمہ گوہی اور شطحیات کہنے والا، ریاضت و مجاہدہ سے فارغ التحصیل، اہل طریقت سے تربیت یافتہ، فراست مند اور ظاہری جمال و جلال، مکارم اخلاق اور حسن ادب رکھنے والا ہو، تو وہ کسی ممتد صاحب طریقت کی باقاعدہ اجازت سے مععم سلوک، مرتبی تضوف اور سجادہ نشین مند طریقت و معرفت بن سکتا ہے۔ شیخ

طریقت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے شاگردوں اور مریدوں کو اپنے نمونہ عمل سے درس سلوک و تضوف اس انداز سے عطا کرے، کہ مریدوں کو زندگی کے حقیقی نفع و نقصان سے آگاہی ہو اور وہ حلال و حرام میں تمیز کر سکیں۔ طریقت کی کسوٹی شریعت کی پابندی، اتباع قرآن و سنت اور اجماع امت ہے۔ شیخ کامل کی مثال بہ طابق ارشاد نبی مکرم ﷺ ایسی ہوتی ہے کہ جیسے عطر فروش کی صحبت۔ کہ جو عطر نہ بھی دے، تب بھی اس کی خوبیوں سے بہرہ یابی ضرور ہوگی۔ اور بد عقیدہ، غیر متشعر، اہل بدعت غیر تربیت یافتہ اور جاہل خود ساختہ پیر کی مثال لوہار کی

ہم نہیں جیسی ہوتی ہے کہ اُس کی بھٹی کی آگ اگر بدن اور کپڑے کو نہ بھی جلائے، تب بھی اُس کے دھوئیں کی بد بودل و دماغ کو ضرور پریشان کر دے گی۔

راہ سلوک پر چلنے کا ارادہ کرنے والے مُرید کے لیے شرعی لحاظ سے واجب ہے کہ وہ شیخ کامل کی تلاش و جبتوج اور پہچاننے میں پوری کوشش کرے اور عجلت سے کام نہ لے۔ آج کے زمانہ میں ایک عام روانج ہے، کہ دین سے ناواقف اکثر بے علم اور جاہل لوگ بغیر دیکھے بھالے اور سوچے سمجھے اپنے خاندان، دوستوں یا ”ساہو کار پیروں کے اجرتی خلیفوں“ کے جھانسے میں آ کر اکثر ایسے بد دین، بد عقیدہ اور غیر متشرع ان پڑھ، جاہل ڈبہ پیروں، خود ساختہ سجادہ نشینوں زیب سجادہ صاحبزادگان سے بیعت ہو کر ان کے شیخجہ تزویریں ایسا پھنس جاتے ہیں۔ کہ ان کی ساری عمر گمراہی اور بے راہ روی کی نذر ہو جاتی ہے، اور دین کے حوالے سے کامرانی اور شادمانی کی بجائے تباہی اور نامرادی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔

قرآن حکیم کی سورہ النساء کی الھانویں (۵۸) آیہ کریمہ میں اللہ جل شانہ بنی نوع انسان کو حکم فرماتا ہے۔ ”بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اپنی (ہر قسم کی) امانتیں ان لوگوں کے سپرد کرو جو ان کے اہل اور حقدار ہیں۔ اور (اے حکم چلانے والے مند نشینو!) جب تم لوگوں کے درمیان فیصلے کرو تو عدل و انصاف سے کرو، بیشک اللہ تمہیں کیا خوب نصیحت فرماتے ہیں۔ بے شک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے“، امانت اللہ کی بھی ہے اور بندوں کی بھی، سب کچھ واپس کرنا ہے۔ امانت الہی؛ کتاب اللہ، احکام شرعیہ، علم الہی کی فہم، اللہ کی وحدانیت، توحید مطلق، اقتدار اعلیٰ اور حاکمیت کلیہ پر ایمان اور یقین ہے جس کو خوب جان اور سمجھ کر تخت شاہی، مندوں، سجادوں اور منبروں پر بیٹھنے اور حکم دینے والوں نے اپنی رعایا، پیروکاروں، مریدوں، شاگردوں اور عوام تک بطور امانت پہنچانا ہے۔ بندوں کے دل میں صرف اللہ تعالیٰ کا خوف ہونا چاہیے، نہ کہ شاہوں، سرداروں، پیروں، فقیروں اور ملکوں کا خوف۔ انسان کے دل میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ناراضی کے خوف کے سوا کسی مخلوق کا خوف رکھنا شرک ہے۔ سورہ النساء کی انٹھوں ویں (۵۹) آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت، اولی الامر یعنی صاحبان امر میں خلفاء اربعہ، صحابہ کرام، ارباب عقول، پیراں طریقت، ارباب حکومت، عسکر اسلامیہ کے حاکم وغیرہ سب شامل ہیں۔ مسلمانوں کو خود کتاب و سنت کے تابع رہنا چاہیے اور جو اس پر چلتا ہے اور دوسروں کو چلاتا ہے اُس کا کہنا ماننا چاہیے، اطاعت

سے نفس کو اطمینان نصیب ہوتا ہے اور صاحبان امر سے نزاع نہیں ہوتا۔ دل برائی سے دور ہو جاتا ہے۔ اس پر بھی اگر کسی مسئلہ میں حکام کے ساتھ تمہارا اختلاف ہو جائے۔ (حق بات واضح نہ ہو) تو (ایسی صورت میں) اس کو خدا اور رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو۔ اگر تم اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو (یہ جو کچھ کہا گیا ہے) یہی بہتر ہے اور اس کا انجام اور بھی اچھا ہے، (یاد رکھو خدا اور رسول ﷺ کی شریعت کے خلاف کسی کا حکم ماننے کے قابل نہیں، اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت ابد الآباد تک ہے، اولی الامر بندگانِ الہی کے احکام ایک حد تک محدود ہوتے ہیں۔ اور یہ اُسی وقت ممکن ہے۔ اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہاں رسول کا لفظ مکرر نہ آیا۔ بات یہ ہے کہ کتاب کے ساتھ سنت، اللہ کی اطاعت کے ساتھ شریعت، لازم و ملزوم ہیں اور یہ اصول جو بتایا گیا یہ نہایت خوب ہے۔ اور اس کا انجام اور بھی اچھا ہے)

مرشد کامل کی تلاش صحابہؓ اور صالحین کی سنت ہے۔ شریعت، طریقت اور احسان کا پڑھانا، سکھانا، اس کی تلقین، تدریس، تربیت، تادیب اور تدريب، سب اعلیٰ ترین امانت ہے۔ معلم یا مرشد ایک عظیم دینی امانت کی حفاظت کرنے والا ہوتا ہے۔ مدرسہ اور خانقاہ میں اُس کا یہ منصب فخوارے قرآن سراسر امانت ہے۔ جس کے لیے اس کا اہل اور حقدار ہونا واجب ہے۔ بیعت ہونے سے پہلے مرید یا متعلم اس امانت کا پہلا حامل ہوتا ہے۔ سورہ النساء کی اٹھانویں آیت کے مطابق اس کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ یہ امانت ان لوگوں کے سپرد کرے جوان کے اہل اور حقدار ہیں۔ یعنی معلم سلوک یا مرشد تصوف کے انتخاب (selection) کی ذمہ داری متعلم یا مرید کی ذمہ داری ہے۔ قرآن نے ایک سنہری اصول دیا ہے کہ ”علمی اور عملی طور پر نا اہل اور غیر مستحق افراد نہ اس عظیم امانت کا بارگراں اٹھانے کے لیے اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہیں۔ اور نہ ان کو منتخب کیا جاسکتا ہے“، یہ حکم اُس ذات باری تعالیٰ کی جانب سے ہے، جس کی رضا کے حصول کے لیے ایک مسلمان شریعت، طریقت اور احسان کا ذریعہ استعمال کرنے جا رہا ہے۔ اس آیہ کریمہ سے اس منصب جلیلہ کے بارے میں یہ وضاحت بھی ہو گئی ہے۔ کہ یہ کسی کی وراشت نہیں ہوتی، بلکہ سراسر رب جلیل کی عطاۓ خاص ہے۔ اور جتوئے حق کے لیے ”وسیله“ ہے۔

سورہ المائدہ کی پیشتویں (۳۵) آیہ کریمہ میں ”وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ“ سے اسی نوع کا توسل مراد ہے۔ اس آیہ مقدسہ کے سیاق و سبق، نحوی اور صرفی اطلاقات میں گئے بغیر، جب لفظ ”وسیله“ کی تصریحات؛ جو متفق میں اور اکابر امت سے عطا ہوئے ہیں۔ اُس کے مطابق علمائے راخین کی ایک معتقدہ اکثریت نے اس سے ”توسل مرشد“ مراد لیا ہے۔ ان میں وہ علماء حضرات بھی شامل ہیں۔ کہ جن کو ایک خاص طبقہ خیال کے لوگ اپنا مذہبی پیشواء، امام اور ہم مذہب و عقیدہ سمجھتے ہیں۔ ان مشہور علماء کرام میں حضرت شاہ ولی اللہؒ، اور شاہ

عبدالعزیز کے نام نامی اسمائے گرامی سر فہرست ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ نے اپنی معرکۃ الاراء تصنیف ”عقیدہ توسل“ میں اسلام کے اس معروف عقیدہ پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے اور ”قائلین عقیدہ توسل“ کے عنوان سے ایک مفصل باب قائم کرتے ہوئے رقطراز ہیں۔ ”دور جدید کے معروف مذہبی سکالر، حرم کی میں مسند تدریس پر فائز عظیم محقق السيد محمد بن علوی المالکی نے اپنی کتاب ”مفاهیم یجب ان تصحح“ میں توسل پر شافی کلام کیا ہے، خصوصاً انہوں نے ان ائمہ کبار کا ذکر بھی کیا ہے جو مشروعیت توسل کے قائل ہیں۔ ہم ذیل میں مذکورہ کتاب کے اس مقام سے استفادہ کرتے ہوئے اس کا ترجمہ دے رہے ہیں تاکہ مسلمان اس حقیقت کو جان لیں کہ وسیلہ مسلمانوں کے درمیان متفقہ مسئلہ ہے اور اسے ان اجل علماء و مفسرین اور محدثین نے نقل کر کے اس کو جائز قرار دیا ہے جو خود اپنے وقت کے امام گزرے ہیں اور جن سے ہمیں دین کی رہنمائی ملی ہے۔ ان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ انہوں نے (معاذ اللہ) دین میں خیانت کی ہو اور کسی قسم کی شرک و بدعت اپنی کتابوں میں درج کی ہو۔ علوی ماکلی صاحب کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

”ذیل میں ان کبار ائمہ اور حفاظ حدیث کے اماء مبارکہ نقل کئے جاتے ہیں۔ جو توسل کے قائل ہیں۔

۱۔ الامام الحافظ ابو عبد اللہ رحمہ اللہ

انہوں نے اپنی کتاب المحتدر ک میں حدیث توسل آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذکر کرنے کے بعد اس

کو صحیح قرار دیا ہے۔

۲۔ الامام الحافظ ابو بکر الجعفی رحمہ اللہ

انہوں نے اپنی کتاب دلائل النبوة میں حضرت آدم علیہ السلام وغیرہ کی حدیث کو ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس کا اہتمام کیا ہے کہ اپنی کتاب میں کوئی موضوع روایت ذکر نہ کریں۔

۳۔ الامام الحافظ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ

انہوں نے اپنی کتاب الخصائص الکبریٰ میں حضرت آدم علیہ السلام کی توسل والی حدیث کو ذکر کیا ہے۔

۴۔ الامام الحافظ ابو الفرج ابن الجوزی رحمہ اللہ

انہوں نے بھی اپنی کتاب الوفاء میں حدیث آدم علیہ السلام وغیرہ کو ذکر کیا ہے۔

۵۔ الامام الحافظ القاضی عیاض رحمہ اللہ

انہوں نے اپنی کتاب الشفاء فی التعریف بحقوق المصطفیٰ میں باب الزیارتہ و باب فضل النبی و دیگر بہت

سے ابواب ذکر کئے ہیں۔

۶۔ الامام الحافظ الشیخ نور الدین القاری رحمہ اللہ

جو کہ ملا علی قاری کے نام سے مشہور و معروف ہیں نے شرح شفاء شریف میں اس مسئلہ پر گفتگو کی ہے۔

۷۔ العلامۃ احمد شہاب الدین الحفاجی رحمہ اللہ

انہوں نے بھی اپنی کتاب شرح شفاء مسکی ”شیم الریاض“ میں توسل کا جواز بیان کیا ہے۔

۸۔ الامام الحافظ القسطلانی رحمہ اللہ

انہوں نے اپنی کتاب ”المواهب اللدنیہ“ کے المقصود الاول میں ذکر کیا ہے۔

۹۔ العلامۃ الشیخ محمد عبد الباقی الزرقانی رحمہ اللہ

انہوں نے بھی المواهب کی اپنی شرح میں اس مسئلہ کو ثابت کیا ہے۔ ۱:۲۲

۱۰۔ الامام الشیخ الاسلام ابو زکریا یحییٰ النووی رحمہ اللہ

انہوں نے بھی اپنی کتاب الایضاح کے باب ۶ صفحہ ۳۹۸ پر اس مسئلہ توسل کو ذکر کیا ہے۔

۱۱۔ العلامہ ابن حجر ایشمی رحمہ اللہ

انہوں نے بھی اپنی کتاب الایضاح کے حاشیہ پر اس مسئلہ کو ذکر کیا ہے (۳۹۹) اور ان کا تو اس

موضوع پر خاص طور سے ایک رسالہ ہے جس کا نام الجوهر المظہم ہے۔

۱۲۔ الحافظ شہاب الدین محمد بن محمد بن الجوزی رحمہ اللہ

انہوں نے بھی اپنی کتاب عدۃ الحصین میں دعاء کے آداب کے تحت ذکر کیا ہے۔

۱۳۔ الحافظ شہاب الدین محمد بن علی الشوکانی رحمہ اللہ

انہوں نے اپنی کتاب تختۃ الذکرین کے ص ۱۶۱ پر اس مسئلہ کو ذکر کیا ہے۔

۱۴۔ العلامۃ الامام الحدیث علی بن عبدالکافی السکبی رحمہ اللہ

انہوں نے بھی اپنی کتاب شفاء الشقام فی زیارة خیر الانام میں ذکر کیا ہے۔

۱۵۔ العلامۃ الشیخ الحافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ

انہوں نے بھی اللہ پاک کے قول ”وَ لَوْ انْهُمْ أَذْظَلُمُوا أَنفُسَهُم“ کی تفسیر کے تحت مسئلہ توسل کو

ذکر کیا ہے۔ اور واقعہ **العنی** کو اس اعرابی کے ساتھ جو نبی اکرم ﷺ کی زیارت کے وقت شفاعت کی درخواست لے کر آیا تھا ذکر کیا ہے۔ اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور البدایہ والنهایہ میں آدم علیہ السلام کے نبی کریم ﷺ پر ایمان اور آپ ﷺ کے اتباع کی وجہ سے ہے۔ اور آپ کی اتباع اور ایمان کی وجہ سے یہ توسل ہر ایک پر ہر حال میں ظاہراً و باطنًا اور آپ ﷺ کی حیات میں اور وفات کے بعد، موجودگی و غیوبت میں فرض ہے۔ جو جنت قائم ہونے کے بعد یہ توسل کسی بھی حال میں کسی بھی فرد بشر سے آپ ﷺ پر ایمان و اطاعت کی وجہ اور کسی بھی عذر کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتا۔ اور اللہ جل شانہ کی رحمت تک پہنچنے کے لیے اور اس کی پکڑ و عذاب سے بچنے کے لیے صرف آپ ﷺ پر ایمان و اطاعت کو وسیلہ بنانے کا راستہ ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ شفیع الحلال و الحرام ہیں، صاحب مقام محمود ہیں کہ جس پر اولین و آخرین سب رشک کریں گے۔ اور نبی ﷺ کا مقام و مرتبہ اللہ جل شانہ کے دربار میں سب سے عظیم ہے اور تمام شفیعوں کے مقابلہ میں سب سے بلند ہے۔ اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے۔ ”وَ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَ جِيَهَا“ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے۔ وَ جِيَهَا فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ“ اور حضرت محمد ﷺ تمام انبیاء سے عظیم المرتبت ہیں۔ لیکن آپ ﷺ کی شفاعت و دعا سے صرف اسی شخص کو فتح ملے گا جس کے لیے آپ ﷺ شفاعت و دعا فرمائیں گے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ ﷺ کی شفاعت و دعا کو وسیلہ بنائے گا۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بنایا کرتے تھے۔ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تسلیماً، (التوسل والوسیلۃ ۶-۵)

الفتاویٰ اکبریٰ میں ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ کیا نبی ﷺ کا وسیلہ جائز ہے یا نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ الحمد للہ، نبی ﷺ پر ایمان اور آپ ﷺ کی اطاعت اور آپ ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام اور آپ ﷺ کی دعا و شفاعت اور اس جیسے آپ ﷺ کے افعال اور نبی ﷺ کے افعال اور نبی ﷺ کے حق میں بندوں کے مامور بہا افعال کو وسیلہ بنانا با تقاضا لمسیلین مشروع ہے۔ (الفتاویٰ اکبریٰ ج ۱۲۰ ص ۶۵)

ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کو وسیلہ بناتے ہیں تو آپ ﷺ پر ایمان آپ کے مقام و مرتبہ آپ ﷺ کے ساتھ عقیدت و محبت اور آپ ﷺ کی فضیلت و شرف کو وسیلہ بناتے ہیں اس کے علاوہ ہم کسی اور معنی کا تصور نہیں کرتے اور جملہ اہل اسلام بھی توسل کے وقت یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔“

حضرت محمد مصطفیٰ نبی آخر الزمان ﷺ کا

انقلاب رحمت ونجات

قطع اول

صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی

مرکزی امیر تحریک

دنیا جیسے جیسے علم و حکمت میں ترقی کے منازل طے کرتی اپنے آخری مستقر کی طرف بڑھ رہی ہے۔ انسانی عقل و شعور بھی اس کے ساتھ ساتھ حقائق کی دریافت (discovery) کی جانب پیشافت کر رہی ہے۔ سورہ حم السجده کی ۵۳ ویں آیہ کریمہ میں ارشادِ رباني ہے ”عنقریب ہم ان کو انسان کے اندر اور خارج کی دنیا میں ایسے نشانات دکھائیں گے (یعنی ان کو نفیات، طبیعت اور حیاتیات کے بعض حقائق سے آشنا کریں گے) کہ ان پر ثابت ہو جائے گا کہ قرآن اللہ کی سچی کتاب ہے۔“ جدید دنیا کا انسان آج خطہ ارضی پر رونما ہونے والے ادوارِ گذشتہ کے ان انقلابات کا جائزہ لے رہا ہے، جس نے زمانے کو متاثر کیا اور اس میں تغیر و تبدل کا باعث بنے، وہ ان اسباب، حرکات اور جوہات پر غور کر رہا ہے، کہ جن کی وجہ سے مختلف انقلابات رونما ہوئے۔ ان انقلابات زمانہ سے انسان کے معاشری، معاشرتی اور سیاسی حالات میں کیا تبدیلی آئی۔ اور انسان کے اخلاقی اور روحانی اقدار پر کیا اثر پڑا۔ مجموعی طور سے دنیا پر ان کی وجہ سے کس قسم کے ثابت اور منقی اثرات مرتب ہوئے۔ کیا ان انقلابات کے نتیجہ میں انسان کی فطرت کے اندر موجود اقرارِ الوهیت، فجور و تقویٰ کا امتیاز، بصیرت نفس اور عدل و امانت کا خوابیدہ اور نیم مردہ احساس دوبارہ زندہ ہو سکا یا اس کی فطرۃ بالفعل میں خود غرضی، مطلب براری اور مفاد پرستی کی وحشت اور درندگی میں مزید اضافہ ہوا، اور وہ ایک اچھا انسان بننے کی بجائے زیادہ خونخوار درندہ بن گیا۔ جدید علم و حکمت (science) اپنے تجربی توثیق سے اس دریافت (research) میں انسانی جتنوں کا بڑا ساتھ دے رہی ہے۔ ازمنہ قدیم سے لے کر دنیا میں برباہونے والے انقلابات زمانہ کے بنیادی وجوہات، حرکات، انسانی ما جوں اور معاشرہ پر مرتب ہونے والے ان کے اثرات کے نتائج کتنے بھی انک تھے۔ نئی تحقیق و تفتیش نے ثابت کر دیا ہے کہ ان انقلابات کے مقاصد درحقیقت ہوس ملک گیری، حکومتوں میں توسع، غیر اقوام کی زمین، دولت، اموال اور املاک پر قبضہ، حرص و ہوا، لائق اور حصول اقتدار کے سوا کچھ اور نہیں تھا۔ اکثر بادشاہوں، آمرؤں، حکمرانوں اور ہوس اقتدار کے بچاریوں نے ہمسایہ ممالک اور اقوام پر ناجائز فوج کشی کی،

بنیادی انسانی حقوق کو پامال کیا اور لاتعداد بے گناہ انسانوں کو تہہ تھی کیا، لاکھوں کروڑوں لوگ؛ بچے، جوان، بوڑھے، عورتیں اور مرد قلمہ اجل بنے۔ عہد قدیم اور جدید کے معلوم تاریخی ادوار میں مصر کے فراعنة، عراق کے نمارید، یونان کے سکندر، بابل کے بخت نصر، ایرانیوں کے کمبوجہ، ساسانیوں کے شاہ پور بہرام گور اور اردشیر، کلدانیہ کے سرخون اور نرام سن، اشوریوں کے تغلت پلسر، نینوا کے اشور بنی پال، کرکوک کے شلمنسر۔ فلسطین کے ہیرودوٹس، کارخنج کے بینی بال، شام کے بطیموس اور اینٹی گونس، حلب کے ہیٹی، انطاولیہ کے شمیلو لپو، روم کے جولیس سیزر، ہندوستان کے کوشانی کنشک، چندر گپت موریہ، آریہ برہمن، چین کے ہونگ ٹی اور ہن۔ منگولیا کے آواری اور تاتاری، یونان اور رومہ کے کلیساں جنگجو، ڈنمارک کے جرمیں ٹیوٹائی، اٹلی کے اٹیلا، گاٹھوں کے ایلارک، افریقہ کے وڈال، فریلکیوں کے کلووس اور سین، جرمیں اور آسٹریلیا کے شارل مین، فرانس کے چارلس، انگلستان کے برٹن، آئرلینڈ کے نارمیں ہنری، مشرقی روم کے جھیٹین، اور یونان کے ہر کویس غرضیکہ جس جس امر، بادشاہ اور حکمران کا زمانہ دیکھیں۔ اُس نے اپنے اقتدار کی خاطر بے مقصد جنگیں لڑیں اور کروڑوں، اربوں لوگوں کو تہہ تھی کیا۔ مفتوحہ شہروں کو جلا کر خاکستر کیا۔ بستیوں کی بستیاں مٹا دیں اور ظلم و ستم کا وہ بازار گرم کیا کہ جنگل کے خوفناک درندے بھی ایسا نہ کر سکیں۔ چین کو حملہ آوروں نے کئی بار بری طرح تاراج کیا۔ فاتحین شہروں کو آگ لگا کر صفحہ ہستی سے مٹا دیتے تھے۔ چینی بادشاہوں نے دشمن کے حملوں سے بچنے کے لیے دیوار چین تعمیر کرائی۔ جس کی تعمیر کے دوران پانچ لاکھ چینی باشندے صرف رسدنہ پہنچنے کی وجہ سے بھوکے ہلاک ہوئے۔ پچھلی دو صدیوں میں رونما ہونے والے مشہور انقلابات میں انقلاب روس، انقلاب فرانس، انقلاب برطانیہ، انقلاب امریکہ اور انقلاب چین میں کروڑوں لوگ قلمہ اجل بنے۔ پہلی جنگ عظیم 1914ء سے 1918ء تک چار سال جاری رہی جس میں چودہ ملکوں نے حصہ لیا۔ 85 لاکھ سے زائد آدمی مارے گئے اور اتنے ہی لاپتہ ہوئے یا قیدی بنالیے گئے۔ دوسری جنگ عظیم 1939ء سے 1945ء تک چھ سال مسلسل جاری رہی۔ اس میں 28 ممالک نے حصہ لیا جس میں مقتولین کی تعداد ڈبڑھ کروڑ تھی، یعنی پہلی جنگ عظیم میں شریک ممالک اور مقتولین سے یہ تعداد دو گناہ تھی۔ یہ سب وہی اقوام اور ممالک تھے جو اس وقت بھی اپنے آپ کو انسانیت اور حقوق انسانی کے تحفظ کا سب سے بڑا چھپتیں اور علمبردار کھلانے پر مُصر تھے اور اب بھی ہیں۔ ان جنگوں میں شریک ہونے والے اتحادی اقوام کا سب سے بڑا جواز یہ ہوتا تھا کہ وہ یہ سب کچھ چھوٹے ملکوں کی آزادی، حفاظت اور بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کی خاطر کر رہے ہیں۔ لیکن جدید علوم سے آرائستہ تاریخ کے آج کا طالب علم، غیر متعصب ناقدرین اور غیر جانبدار مورخین جدید تحقیق و تفتیش کی روشنی میں ان جنگوں کے مقاصد اور نتائج کے بارے میں پوری دیانتداری سے اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ یہ سب جنگیں یوروپی، امریکائی اور افریقی ایشیائی اقوام کے آپس کے خیہ معاملات، ان دورنی جنگوں، عہد شکنی کے بے شمار واقعات، اور اپنے مخالفین کو معاشری، سیاسی اور عسکری طور پر تباہ کرنے اور

ان کے وسائل پر قبضہ کرنے کے لیے لڑی گئیں۔ جس کے نتیجہ میں نہ صرف کروڑوں اربوں انسان ہلاک ہوئے بلکہ دنیا کے قدرتی وسائل اور اسباب بھی بری طرح تباہ ہوئے۔ وہ اگر اس ہولناک تباہی اور پامالی سے فوج جاتے تو آج روئے زمین پر بھوک و پیاس اور قحط کی وجہ سے کوئی شخص ہلاک نہ ہوتا۔ یہ امر غور طلب ہے کہ ان عالمی خوزیریوں اور ہمہ گیر فساد کے عکس رحمت عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے تبعیس سالہ زمانہ انقلاب رحمت ونجات میں کفار، مشرکین اور مفسدین کے جملوں کی دفاع میں لڑے جانے والے اکیاسی غزوتوں میں مقتولین کی کل تعداد ایک ہزار اور اٹھارہ رہی، جن میں دوسو انٹھ مسلمان شہید ہوئے اور غیر مسلم مقتولین کی تعداد سات سو انٹھ تھی۔ بعثت نبوی کے بعد اسلام پھیلانے کی خاطر کوئی جنگ نہیں لڑی گئی۔ دشمن کے جملوں سے بچنے کے لیے صرف دفاعی جنگیں لڑی گئیں۔ اسلامی غزوتوں کے لیے رسول رحمت ونجات ﷺ نے مشتمل اصولوں کی بنا پر صلح و جنگ کے واضح قوانین وضع فرمائے۔ اور جہاد میں حصہ لینے والوں کو تفصیلی ہدایات رحمت فرمائیں۔ اکیاسی اسلامی غزوتوں میں نبی مکرم ﷺ نے نفسِ نفسِ ستائیں غزوتوں میں حصہ لیا اور وضع کردہ قوانین شریعت پر پہلے خود عمل پیرا ہو کر مسلمانوں کے لیے عملی نمونہ پیش فرمایا۔ ان شرعی احکام کی اتباعِ حرم مسلمان پر واجب تھی۔ اور جو ہر دور کے مسلمانوں کے لیے واجب ہے۔ حکمِ الہی کے مطابق نبی رحمت ونجات ﷺ نے مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت، دفاع، مظلوم مسلمانوں کی فریاد اور دادرسی، دشمن کی طرف سے عہدِ شکنی، فتنہ فساد، مسلمان سفیروں کے قتل، داخلی انتشار جس سے اسلامی ریاست کو شدید خطرات لائق ہوں اور اسلام کے خلاف منافقین کی ریشہ دوانيوں کے سدی باب کے لیے قتال اور جہاد کو جائز اور دین اسلام میں دینیوی اغراض و مقاصد، ملک ہوں گیری، نسلی منافت، وطیّت یا قومیت کے نام یا جوشِ انتقام کے لیے لڑی جانے والی جنگ کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے۔ اس قسم کی جنگوں میں مرنے والوں کا خونِ جملہ آور کی گردن پر ہوتا ہے اور اس طرح جو مال یا زمین حاصل ہو وہ غصب میں شمار ہوتی ہے۔ اسلام میں دشمن کے ساتھ کئے گئے معاهدہ کی پابندی لازم اور عہد کو پورا کرنا فرضہ دینی ہے۔ غیر جانبدار اقوام کے ساتھ جنگ ناجائز تصور کی جاتی ہے۔ دشمن کی جانب سے صلح کی پیش کش کو قبول کرنا اسلامی شعائر میں داخل ہے۔ دشمن جب بھی سیاسی پناہ یا امان کی طلب کرے۔ تو اُس کو وہ دینی لازم ہے۔ دشمن کی جانب سے جاسوسی یا بغاوت جیسے جرائم کی صورت میں امان کا وعدہ خود بخود منسوخ ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے جرم کی سزا ملکی قوانین کے مطابق دی جاتی ہے۔ دشمن کی جانب سے اٹھارہ اسلام یا علامت اسلام نظر آنے پر جنگ سے دشبردار ہونا لازم ہوتا ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے دشمن کے خلاف جنگ شروع کرنے سے پہلے لوٹ مار اور تباہ کاری کی ممانعت اور دشمن پر جنگ سے پہلے جنگ کی شرائط پیش کرنے کی ہدایت فرمائی، حضور ﷺ نے معمر کہ کارزار میں شبحون مارنے پر اظہار ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔ البتہ دشمن کی جانب سے گوریلا جنگ شروع کرنے اور چھپ کر جملہ کرنے کی صورت میں مسلمانوں کو بھی اُن کی بے خبری میں جملہ

کرنے کی اجازت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ مسلمان دشمن سے مدد بھیڑ کی آرزو نہ کریں، لیکن جب جنگ ہو جائے تو پھر ثابت قدم رہیں۔ اللہ سے عافیت اور خیریت طلب کریں اور صبر و استقلال سے مقابلہ کریں۔ جہاد کے وقت اسلحہ بیکار ضائع کرنا منوع ہے۔ اطاعت امیر مسلمان پر لازم ہے اور امیر کے لیے اپنے ماتحتوں کے بنیادی حقوق کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ دشمن عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کا قتل منع ہے۔ دشمن کے جو افراد جنگ میں عملاً حصہ لیں یا ان میں جنگ کرنے کی صلاحیت ہوا یہ لوگوں سے قفال جائز ہے، لیکن وہ شخص جو جنگ کے قابل نہ ہو یا جنگ میں حصہ لینے کا مزاج نہ رکھتا ہو وہ غیر مقابل ہے۔ اُس کا قتل جائز نہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اور رسول رحمت ﷺ نے احادیث مبارکہ میں بچوں، بوڑھوں، عورتوں، درویش اور صوفی منش لوگوں، اندھوں، لگکروں۔ لوہے اور معدور لوگوں کو غیر مقابل قرار دے کر ان کے ساتھ جنگ کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے میدان جنگ سے فرار کو گناہ عظیم قرار دیا ہے۔ نماز کی انتہائی اہمیت کے پیش نظر میدان کا رزار میں بھی نماز ادا کرنے کا باقاعدہ طریقہ بتایا گیا ہے اور نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دین اسلام میں وسائل خوارک کو تباہ کرنے، شہری املاک کو نقصان پہنچانے، مکانات کو جلانا ان کو منہدم کرنا، اور ضیاء اموال کی سخت ممانعت ہے۔ کھیتوں، باغات اور درختوں کی تباہ کاری منوع قرار دی گئی ہے۔ جب تک یہ چیزیں کسی فوجی اقدام میں رکاوٹ نہ ہوں، اگر وہ رکاوٹ کا باعث ہوں تو ان کو دور کرنا جائز ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے دورانِ جہاد، صبر و ثبات، ذکر الہی، اللہ سے مدد و نصرت کی طلب، تقویٰ اختیار کرنے، وعدہ شکنی نہ کرنے، پابندی عہد اور اللہ سے فتح کے لیے دعا مانگنے کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ ﷺ میڈان جنگ میں رجزیہ اشعار پڑھتے اور اللہ اکبر کے نعرے بلند فرماتے تھے۔ علم اسلام کو بلند رکھنا، اسلامی شان و شوکت اور جاہ و جلال کا مظاہرہ کرنا سنت نبوی ﷺ ہے۔ فتح کے بعد نبی کریم ﷺ با او زبلند اللہ کا ذکر اور شیخ یاں کرتے اور مجاہدین کو اللہ سے طلب مغفرت کی ہدایت فرماتے تھے۔ شریعت اسلامی میں اموال غنیمت کی تقسیم کے باقاعدہ حدود اور قیود متعین ہیں۔ لوٹ مار اور فساد پھیلانے کی اجازت قطعاً نہیں ہے۔ اسلام میں مفتوح خواتین کی عزت و ناموس اور عصمت کی پاسبانی مجاہدین کے فرائض دین کا حصہ تصور کیا جاتا ہے۔ فوج کے اخلاق و کردار کا پورا پورا خیال رکھنا پسہ سالار کے فرائض منصی میں شامل ہوتا ہے، دشمن کی لاشوں کی بے حرمتی اسلام میں سخت منوع اور غیر شرعی عمل تصور کیا جاتا ہے۔ فتح کے بعد قتل عام کو حرام اور املاک اور عبادات گاہوں کی بر بادی کو سخت ترین گناہ اور قیدیوں کی حفاظت کو فرض کا درجہ دیا گیا ہے۔ اسلام میں ہر طرح کا فساد فی الارض اور دہشت گردی حرام ہے۔ جنگ کے علاوہ بھی اسلام میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کا قتل عام اور ان کو ایذا رسانی کی ممانعت ہے، عہد رسالت مآب اور عہد خلافے را شدین میں غیر مسلم شہریوں کا تحفظ دینی احکام کا حصہ تھا۔ اسلام دین حیثیت و رحمت ہے۔ اس دین میں کسی کو مسلمان کرنے کے لیے جرجر کرنے کی اجازت نہیں ہے اور نہ ہی اسلامی ریاست

میں کسی بھی شہری کو جبراً مذہب بدلنے پر مجبور کیا جا سکتا۔ اسلام غیر مسلموں کو مکمل آزادی دیتا ہے، اسلامی مملکت غیر مسلموں کے عقائد و عبادات سے تعزیز نہیں کرتی۔ ایک مشہور عیسائی مُستشرق پروفیسر فلپ کے کتاب 'دی حصہ افریقی آف عربز'، صفحہ 170 پر لکھتے ہیں۔ کہ "غیر مسلموں کو اجازت تھی کہ وہ اپنی کمیونٹی کے سربراہوں کے نظام کے تحت اپنے مذہبی قوانین کے مطابق اپنے معاملات چلائیں۔ یہ جزوی خود مختاری (partial autonomy) جسے عرب جانشین ریاستوں نے برقرار رکھا تھا۔ بعد ازاں ٹرک سلاطین نے بھی تسلیم کی تھی وہ اسی کتاب کے صفحہ 255 پر قطراز ہیں: "تیر ہویں صدی ہجری تک شام کا بڑا حصہ زیادہ تر عیسائی رہا۔ درحقیقت لبنان بھی فتح ہونے کے بعد صدیوں تک عقیدے کے لحاظ سے عیسائی رہا جبکہ وہاں شامی زبان یعنی عربی بولی جاتی تھی"۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری دہشت گردی کے خلاف اپنے معرفتہ الاراء" مبسوط تاریخی فتویٰ" کے صفحہ 231 پر "اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کے بنیادی حقوق سے متعلق قواعد" (Legal maxims) کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: مسلم ریاست میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق سے متعلق قران و حدیث کے واضح ادکامات، عہد رسالت مآب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور دور صحابہ میں غیر مسلم شہریوں سے حسن سلوک کے نظائر کے ذریعے اس امر کیوضاحت ہو چکی ہے کہ اسلام غیر مسلموں کو نہ صرف مسلمانوں جیسے تمام حقوق عطا کرتا ہے بلکہ انہیں ہر قسم کا تحفظ بھی دیتا ہے۔ کئی صدیوں پر مشتمل اسلامی تاریخ میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کے بنیادی حقوق سے متعلق قواعد اور شرعی اصول جوأخذ کیے جاسکتے ہیں: ان کے مطابق غیر مسلم شہریوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ مسلم ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اسلامی ریاست میں مسلم اور غیر مسلم کا قصاص اور دیت برابر اور اسلامی ریاست میں مسلم اور غیر مسلم کے خون کی حرمت اور حقوق و فرائض یکساں ہیں۔ غیر مسلموں کو اندر وی اور بیرونی جاریت سے تحفظ دینا مسلم ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کو اپنے مذہب پر قائم رہنے اور عبادات اور مذہبی رسومات ادا کرنے کی مکمل آزادی ہے۔ سفارت کاروں کو تحفظ فراہم کرنا اور غیر مسلم عبادت گاہوں اور مذہبی رہنماؤں کو تحفظ فراہم کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اسلامی ریاست معذوری، بڑھاپے اور غربتی میں غیر مسلموں کا خیال رکھے گی۔ تمام مذاہب کی حرمت کا تحفظ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

"انقلاب رحمت محمدی" تاریخ عالم کا ایک عجیب و غریب اور بے مثال انقلاب تھا۔ جو ابتدائے آفریش سے لے کر ظہور اسلام تک بلکہ اس کے بعد کے تمام ادوار سے لے کر آج کے زمانہ تک سب انقلابات سے اپنے امن، سلامتی اور بنی نوع انسان سے نیک اور رحمانہ سلوک کی وجہ سے ممتاز اور منفرد تھا۔ اس عظیم الشان انقلاب کے مقاصد دوسرے انقلابات زمانہ اور عالمی جنگوں سے یکسر مختلف اور جدعا تھے۔ انقلاب رحمت محمدی قومیت کی بنیاد پر پانہیں کیا گیا تھا۔ رسول مجتبے مصطفے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اگر اسلامی انقلاب کے لیے عرب قومیت کا پرچم

بلند کر کے عرب اقوام کو اکٹھا کرتے اور روم و ایران کے زیر تسلط عرب کے زرخیز علاقوں؛ شام و یمن کی بازیابی کے لیے اعلان جنگ کرتے، تو جزیرہ نماۓ عرب کے سب قبائل آپ ﷺ کے پرچم تلے متحد ہو جاتے اور روی اور ایرانی سلطنتوں کے خلاف آپ ﷺ جنگ جیت جاتے۔ آپ ﷺ عربوں کی عصیت کے غیظ و غصب کی آگ سے قیصر و کسری کی سلطنتوں کو خاکستر کر دیتے، لیکن انقلاب رحمت و نجات کی نوعیت جدا ہتھی۔ کیونکہ وہ صرف عربی قومیت کا انقلاب نہ تھا، یہ تو رحمتہ للعالمین کا وہ انقلاب رحمت تھا کہ جس نے روما اور ایران کو بھی شمع رحمت کی شعاعوں سے منور کرنا تھا۔ وقت طور پر عربی قومیت اور عصیت کی آگ سے دونوں ظالم حکومتوں سے آزادی حاصل کرنے کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ کا مقصد دنیا کو عربی قومیت کے طاغوت کے پنجھ میں گرفتار کرانا تھا۔ بلکہ آپ ﷺ کا مقصد تو پوری دنیا کو رحمت کی آزادی سے سرفراز کرنا تھا۔

جزیرہ نماۓ عرب کے اقوام عرصہ دراز سے سخت اقتصادی مشکلات کا شکار تھے۔ قبائل کے غریب طبقات دولت کی منصانہ تقسیم سے قطعاً نا آشنا تھے۔ امیر و غریب کے معاشی اور معاشرتی حالات کے مابین حد درجہ تقاضا تھا۔ ایک محض طبقہ طاقت اور اسلحہ کے بل بوتے پر تمام اقتصادی وسائل پر قابض تھا۔ قبائلی عوام کی ایک بہت بڑی تعداد غریب اور نادر تھی۔ اگر رسول مکرم ﷺ اپنی دعوت کے فروع کے لیے معاشی اور معاشرتی اصلاحات کا نعرہ لگا کر بھی غریب اور مالدار طبقات کے درمیان دولت کے مساوی تقسیم کا اعلان کرتے، تو غریبوں کی ایک بہت بڑی تعداد آپ ﷺ کے پرچم تلے جمع ہو کر سرمایہ دار طبقہ کے خلاف بغاوت کر دیتی لیکن اس قسم کے انقلاب سے ایک طبقاتی کٹکش کا آغاز ہوتا جو دین اسلام کے اصولِ عدل اجتماعی کے منانی ہوتا۔ اور دنیا کے ہر انسان کو اسلام کی دعوت دینے کے عالمگیری مشن کے راستے میں رکاوٹ بنتا۔ اس کے بعد ایک طبقاتی جنگ شروع ہو جاتی جو رحمت اور نجات کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہوتی۔ موجودہ زمانہ میں مارکسزم، کمیوززم، سو شلزم نے اس ہتھیار کے ذریعے دنیا کو انقلاب کے راستے پر چلانے کی کوشش کی۔ لیکن ان کا یہ ہتھیار بہت تھوڑی مدت تک کام کر کے ناکارہ ہو گیا۔ اور لاکھوں لوگ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

نبی رحمت ﷺ معلم اخلاق تھے۔ آپ ﷺ کی بعثت پاک کا ایک بنیادی مقصد ترویج اخلاق بھی تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ”إِنَّمَا يُعْثِثُ لِأَتَمَّ مَكَارَمَ الْأَخْلَاقِ“ (مجھے محسَنِ اخلاق کی تکمیل کے لیے مبوعث کیا گیا ہے) لیکن عالمی انقلاب رحمت کے قیام کے لیے آپ ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز صرف اصلاح اخلاق کی مہم سے نہیں کیا۔ بے شک اس وقت عرب کی اخلاقی اور روحانی حالت سخت پر اگنڈہ اور ناگفتہ ہ تھی۔ آپ ﷺ چاہتے تو تمام نیک انسان آپ ﷺ کے پرچم تلے جمع ہو کر اصلاح معاشرہ سے ایک دنیا کو آپ ﷺ کا عقیدت مند بنادیتے، لیکن آپ ﷺ کا منشاء دنیا کو تطهیر و تعمیر کے ایسے فطری نظام کے تحت لانا تھا کہ جس سے ہر شخص کے اندر فطرۃ بالقوہ میں موجود خوابیدہ احساس ذمہ داری خود بخود جاگ کر فطری طور پر تطهیر،

احساب اور انظام کے عمل کو اپنالیتی۔

آپ ﷺ نے سیاست کے میدان کو بھی اپنی دعوت کی جوانگاہ بنانے سے احتراز فرمایا۔ آپ ﷺ کی بے مثال فراستِ مومنانہ اس امر سے بخوبی آگاہ تھی کہ سیاسی انقلاب سب سے زیادہ وقت، عارضی اور ناپائیدار ہوتا ہے۔ محض حکومت کی تبدیلی انسانی ذہن اور معاشرہ میں تبدیلی نہیں لاسکتی۔ ان حالات میں مکمل مکرمہ میں بعثت کے بعد تیرہ برس آپ نے ”صرف دعوت تو حید و رسالت“ پر توجہ مرکوز رکھی۔ جب آپ ﷺ پر ایمان لانے والے افراد کو انسانی شخص اور اللہ کے ساتھ انسان کے رشتہ عبودیت کی معرفت ہو گئی۔ وہ موجود ہو کر غیر اللہ کی بندگی اور غلامی سے آزاد ہو گئے، اور صرف خدائے واحد کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی حقیقت سے آشنا ہو گئے تورب جلیل کے سامنے ایک سجدہ نے ان کو ہزاروں مخلوقات کے سامنے سجدہ کرنے سے نجات دلادی، اس کے بعد آپ ﷺ نے معاشرت، میعشت، سیاست اور عدالت کے میدانوں میں مکمل نظامِ مصطفیٰ کو نافذ کر دیا۔ یہ صحیح وقت پر صحیح کام صحیح افراد سے کرانے کا وہ مصطفوی طریقہ کا رہا۔ کہ دنیا کی ہر گزی شے اپنے صحیح مقام اور مرتبہ پر آگئی۔ دنیا کے ارضی فرعان، نماید، شداد اور قیصر و کسری کی لعنتوں سے پاک ہو گئی اور انقلاب رحمت و نجات کا پھریا ساری دنیا پر لہرانے لگا۔

وہ تمام انقلاباتِ عالم جو دنیا کی معلوم تاریخ میں آج تک رونما ہوئے۔ اپنی خون ریزی، قتل و غارت، دہشت گردی، بے مقصدیت، سلطنت اور معروضیت کی بنا پر تاریخ انسانیت میں اُس عزت و توقیر کا مقام و مرتبہ حاصل نہ کر سکے جو ظہورِ اسلام کے بعد ”مصطفوی انقلاب رحمت و نجات“ کو نصیب ہوا ہے۔ مذاہب عالم اور سیکولر دنیا سے تعلق رکھنے والے ہزاروں عیسائی، یہودی، ہندو، سکھ، پارسی اور مسلم مورخین اور وقائع نگاروں نے ”پیغمبر انقلاب رحمت و نجات“ کو ازال سے ابد تک کے زمانوں کا واحد انسان کامل تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ محمد ﷺ دنیا کی وہ واحد ہستی ہے کہ آپ ﷺ نے انسانی تاریخ پر جو اثرات ڈالے، وہ کسی بھی دوسری مذہبی یا غیر مذہبی شخصیت نے نہیں ڈالے۔ انگریز مؤرخ ناس کارلائل نے پیغمبرِ اسلام کو ”نبیوں کا ہیرہ“ اور امریکی مصنف مائیکل ہارٹ نے آپ ﷺ کو انسانی تاریخ کا سب سے بڑا انسان قرار دیا ہے۔

اسلامی انقلاب کے دور رس اثرات نے نہ صرف آنے والے صحتِ مند عالمی تحریکات اور انقلابات کو متاثر کیا، بلکہ اس کی وجہ سے عالمی سطح پر علم و حکمت اور سائنس کے جدید علوم و فنون کو بھی فروع حاصل ہوا، اس عظیم انقلاب سے جدید دنیا کی جمہوری، اشتہانی، اشتراکی اور اصلاحی تحریکیں نے بھی اثر لیا۔ یہ اس لحاظ سے بھی ایک منفرد اور انوکھا انقلاب تھا کہ عام طور پر انقلاب پا کرنے سے پہلے انقلاب کا قائد اس کے لئے زمین ہموار کرتا ہے، عوام کی ذہن سازی کی جاتی ہے، ان میں شعور کی بیداری کے لیے مہمات شروع کی جاتی ہیں۔ عوام کے ذہن کو تیار کیا جاتا ہے جس سے مروجہ نظام کے خلاف زیادہ سے زیادہ لوگوں اور ان کے مختلف

طبقات میں بے چینی جنم لیتی ہے۔ اور لوگ جب ہجوم در جوہنگروں سے باہر نکل کر سڑکوں پر آ جاتے ہیں۔ نظام کے خلاف بغاوت ہو جاتی ہے، سول نافرمانی شروع ہو جاتی ہے۔ توڑ پھوڑ ہوتی ہے، گھیراؤ جلاوہ ہوتا ہے، اور قوت غالبہ اور قاہرہ کے خلاف ایک عام بغاوت ہوتی ہے۔ ان حالات میں جب تبدیلی (change) کا میاب ہو جاتی ہے تو اُسے انقلاب (revolution) کا نام دیا جاتا ہے۔ اس پس منظر میں دیکھا جائے تو رسول مکرم نبی محتشم سرکار ہر دوسر اُنٹھیں کا ”انقلاب رحمت و انقلاب“ دنیا کے تمام گذشتہ اور موجودہ انقلابات سے بالکل مختلف، منفرد اور ممتاز ہے۔ یہ عظیم انقلاب آپ ﷺ کا عظیم مجہز تھا۔ بعثت نبوی ﷺ سے پہلے عرب معاشرہ، قبائلی زندگی اور عام معاشرت و سیاست میں کسی طرح کی بے چینی کے آثار نظر نہیں آتے تھے۔ انقلاب کے لیے زمین ہموار نہیں کی گئی، نبی مکرم و محتشم ﷺ سر زمین عرب پر اکیلے مومن اور پہلے مسلم تھے۔ آپ ﷺ کا کوئی ہم خیال نہ تھا۔ انقلاب برپا کرنے کے لیے آپ ﷺ کا ساتھ دینے والے موجودہ تھے۔ اور نہ ہی زندگی کے کسی مخصوص شعبہ میں انقلاب کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ ہر جگہ قبائلی زندگی اپنے قدیم رسوم و رواج کے مطابق جاری و ساری تھی۔ لوگ اپنے اپنے طور طریقوں سے زندگی گزار رہے تھے۔ بتوں کی پوجا جاری تھی، اصنام تراشی بھی تھی اور اپنے ہی تراشیدہ بتوں کے سامنے سجدہ ریزی بھی تھی۔ زندگی معمول کے مطابق روای دوال تھی کہ ناگاہ اس عالم سکوت و یاس میں سر زمین مکہ کے کوہ فاران کی چوٹی سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی توحید اور وحدانیت کے دائی، واقفِ رموز و اسرار کائنات، قائد انقلاب رحمت و نجات کے دل بیتاب سے ایک عجیب صداقتی عرب میں بلند ہوتی ہے ”اللَّا نَعْبُدُ إِلَّا اللَّهُ“ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں“

یہ صدائے توحید و ایمان کرہ ارض پر بننے والی مظلوم اور بے چین نوع انسانی کے لیے پیام نجات اور نوید امن لے کر آئی۔ یہ نفرہ رحمت الہی تھا۔ خوف و غم، حسرت و یاس اور نامیدی کے بادل چھپت جانے کی اطلاع تھی۔ غلامی؛ تحریر انسانیت اور تذلیل آدمیت کی زنجیروں کے کٹ جانے کا اعلان تھا۔ یہ وہ اعلان نبوت تھا۔ جو ساری دنیا کے لیے توحید، عبدیت، حریت، احترام، مساوات اور انصاف کی روشنی پھیلنے کا پیغام رحمت تھا۔ جرأت و بہادری کے اس اعلان حق سے شہشاہوں کے جلال پکھل جانے کا آغاز ہوا۔ بادشاہ اپنے اپنے تخت شاہی سے اتر نا شروع ہو گئے۔ عام انسان غلامی و بے چارگی سے بلند ہو کر سرداروں اور بادشاہوں کے ہم پلہ ہو گیا۔ اس حالت میں تباہی اور بربادی کے دہانے کھڑی دنیا اُس آگ سے محفوظ ہو گئی جس میں وہ گذشتہ انقلاباتِ عالم کی جگہ سے کئی بار گرچکی تھی۔ انسانی زندگی کا یہ وہ انقلاب رحمت و نجات تھا جس نے ساری

دنیا کو اللہ کے نور اور جمال سے بھر دیا تھا!
ایک ہی صفت میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نے کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

رحمتِ رسول ﷺ کا دلنشیں تذکرہ اور مستشرقین کی غلط فہمیوں کا ازالہ

(حافظ فرحان شنائی، ریسرچ اسکالر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ)

قبل از اسلام عرب کے معاشرتی، سیاسی، معاشی، مذہبی، علمی اور فکری احوال پر نظر دوڑائی جائے تو سوائے ظلمت کے گھٹا ٹوب اندر ہیروں کے علاوہ کچھ دھکائی نہیں دیتا۔ بتوں پر زندہ انسانوں کے چڑھاوے، برهنہ جسم بیت اللہ کے طوف، جنگ و جدال میں لوگوں کو زندہ جانا، مستورات کا پیٹھ چاک کر ڈالنا، معصوم و بے گناہ بچوں کا بے دریغ قتل، نومولود بچیوں کو زندہ دفن کر دینا، خاتمین کو پاؤں کے جوتے برابر عزت دینا، باپ کی مغلومہ بیٹی کی وراشت، حقیقی بہنوں سے ازدواجی تعلق، شراب خوری اور بدکاری کا رواج، غنیمت، چغلی، جھوٹ اور بہتان کا معمول، بد دینی، ظلم اور نا انصافی جیسی اخلاقی قباحتیں ان کی گھٹی میں پڑی تھیں۔

پھر عرب کی ظلمت و تیرگی میں ڈوبی شب کونور اور اجائے میں بدلنے کے لئے اللہ رب العزت نے اپنے آخری محبوب نبی محمد ﷺ کو مبعوث کیا۔ وہ نبی محض ایک معاشرے میں نہیں بلکہ سارے جہاں میں رحمت تقسیم کرنے آئے تھے، لوگوں کو اخلاقی عالیہ نواز نے آئے تھے، بندوں کو رب کی بندگی سکھانے آئے تھے، انسانوں کو انسان دوستی کا سبق دینے آئے تھے، صنفِ نازک کو اس کا حق دلانے آئے تھے، بچوں جیسے بچوں کو ان کے حقوق دلانے آئے تھے، جمیع انسانیت کو امن، محبت اور مساوات کا درس دینے آئے تھے، ساری دنیا کو اپنے رحمت بھرے پیغام سنانے آئے تھے۔ اس ہستی کا ظہور ظلم و جبر اور آمریت و جابریت میں پسی انسانیت کو سہارا دینے اور جہالت و ضلالت میں ڈوبے افکار و خیالات اور اعمال کو راہ ہدایت دکھانے کی خاطر ہوا تھا۔ ان مقاصد کی تکمیل کماٹھہ ہوئی اور دنیا علم و فکر اور صفاتِ حبہ و اخلاق عالیہ سے مزین ہوئی۔ امن و محبت کا بول بالا ہوا اور فساد و نفرت کا خاتمه ہوا۔

مستشرقین کی غلط فہمیوں کا ازالہ

نهایت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ بعض تعصب مزاج مستشرقین نے اعلیٰ و ارفع اخلاق سے منصف نبی کریم ﷺ کے خلاف ہرزہ سرائی اور بیہودہ گوئی کی ہے۔ انہوں نے تاریخ کو نظر انداز کر کے مخفی اپنے تعصب اور عناد کو قلموں سے اگلا ہے اور رسول رحمت ﷺ کو رسول دہشت ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے (العیاذ باللہ)۔ اس ضمن میں انہوں نے ہجرت مدینہ کے بعد برپا ہونے والے غزووات رسول کو نشانہ بنایا ہے۔ نقل کفر کفر نہ باشد کے تحت متعصب مزاج مستشرقین کے بعض جملے مطالعہ فرمائیں۔ جارج سیل آپ ﷺ

کو (معاذ اللہ) جا رحانہ رویہ اپنانے اور اسلام کو تلوار کے زور پر پھیلائے جانے سے متعلق لکھتا ہے:

For no sooner was he enabled, by the assistance of those of Medina, to make head against his enemies., than he gave out, that God had allowed him and his followers to defend themselves against the infidels, and at length as his forces increased, he pretended to have the divine leave even to attack them, and to destroy idolatry, and set up the true faith by the sword.

(بِحُوَالِهِ ضِيَاءُ لَبْنَىٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ از پیر محمد کرم شاہ الازہری، ۷: ۳۸) (۵۵۸)

”جوں ہی وہ اہل مدینہ کی اعانت سے اپنے دشمن کے سامنے کھڑے ہونے کے قابل ہوئے تو انہوں نے اعلان کر دیا کہ خدا نے انہیں اور ان کے پیروکاروں کو کافروں کے خلاف اپنے دفاع کی اجازت دیدی ہے، اور جیسے ہی ان کی طاقت میں اضافہ ہوا تو انہوں نے یہ بہانہ کیا کہ خدا بزرگ و برتر کی طرف سے انہیں بے دینوں پر حملہ کرنے، بت پرستی کو تباہ کرنے اور تلوار کے ذریعے سچا دین قائم کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔“

ایک اور مستشرق مونیس نیور کو رلی اپنی کتاب ”البحث عن الدين الحق“ میں لکھتا ہے:

”محمد نے اپنے پیروکاروں کے ہاتھوں میں تواردے کر اخلاق کے مقدس ترین ضابطے پامال کر ڈالے اور اپنے ساتھیوں کو فتن و فجور اور لوث کھسوٹ کی اجازت دیدی۔“

(صباح الدین عبد الرحمن، اسلام اور مستشرقین، ۲: ۱۵۰)

ڈاکٹر گلکور نے اپنی کتاب ”تقدير التبشير العالمي“ میں ان خیالات کو درج کیا:

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک آمر مطلق تھے، ان کا خیال تھا کہ قوم پر بادشاہ کا تو یہ حق ہے کہ وہ اس کی مرضی پر چلے، مگر بادشاہ جو چاہے مانی کرے، خود محمد کی فطرت میں بھی یہ بات داخل تھی، چنانچہ جوان کی مرضی کے خلاف چلے وہ اسے قابل گردان زدنی سمجھتے تھے۔ ان کا عربی لشکر تباہی و بربادی اور غلبہ و تسلط کا پیاسا ساختا، جس کو اس کے پیغمبر نے ہدایت کی تھی کہ جوان کی اتباع کو نامنظور کرے اور ان کے راستے سے دور ہو جائے اسے قتل کر دیں۔“

(صباح الدین عبد الرحمن، اسلام اور مستشرقین، ۲: ۱۵۲)

مستشرقین کی حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر یہ بالکل من گھرست اور حقیقت سے ہٹ کر یادہ گوئیاں ہیں۔

مستشرقین کے ان بے سرو پا الزامات کی حقیقت قرآن و حدیث اور سیرت مطہرہ سے بیان کی جاتی ہے۔

قرآن میں رحمتِ رسول ﷺ کا دلنشیں تذکرہ

قرآن میں اللہ نے اپنے محبوب کو سراسر رحمت بیان کیا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الأنبياء: ۷)

”اور (اے رسول مختشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا گر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ۵۰“

علم البلاغۃ کی رو سے قرآن کا یہ اندازِ بیان ”حضر“ کہلاتا ہے جس کے مطابق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف بے صرف رحمت، ہیں اور رحمت و دہشت کو کسی شکل و صورت میں ذاتِ رسالت آب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہو سکتا۔

ایک اور مقام پر قرآن نے حبیبِ خدا کی نرم دلی پر گفتگو کرتے ہوئے آپ سے شفاقت فلی کو رد کیا:
 فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لَتُكُنْتَ فَلَّا غَلِيظُ الْقُلُوبُ لَا نَفْضُوا مِنْ حَوْلِكَ.
 ”(اے حبیبِ والا صفات!) پس اللہ کی کیسی رحمت ہے کہ آپ ان کے لیے نرم طبع ہیں اور اگر آپ
 شدھو (اور) سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے گرد سے چھپت کر بھاگ جاتے۔“ (آل عمران: ۱۵۹)

قرآن دلکش اور نفیس انداز میں سمجھا رہا ہے کہ اپنے آباء و اجداد کے مذہب کو ترک کر کے رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد جمع ہونے والے دراصل آپ ﷺ کے حسن خلق اور نرم خوی کے باعث ہوئے ہیں۔

سورۃ القلم: ۲ میں یوں ارشاد فرمایا: وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ^۵

”اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں۔ (یعنی آداب قرآنی سے مردین اور اخلاقِ الہمیہ سے متصف ہیں)“^۵
 ظاہر ابادت ہے کہ کسی شخص کا کردار خلقِ خدا میں اسی وقت عظیم قرار پاتا ہے جب اس کا وجود انسانیت
 کے لئے نفع کا باعث ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا کردار تو بیک وقت خلق اور خالق کی نگاہ میں عظیم ہے لہذا آپ پر
 مخلوق خدا کے ظلم کا الزام محض بہتان ہے۔

سیرتِ طیبہ سے رحمتِ رسول ﷺ کے چند گوشے

رحمتِ کل جہان ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے ظلم و بجر کے خاتمے کا درس کا ملتا ہے نہ کہ انہیں پروان چڑھانے کا۔ آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ ہر انسان کے لئے کھلی کتاب کی مانند ہے جس کے ورق کی ہر سطر میں
 معاشرے سے ظلم و ببریت کے خاتمے، عدل و انصاف کی فراہمی اور امن و محبت کے پرچار کا درس ملتا ہے۔
 شروعِ مضمون میں عرب معاشرے کے زمانہ جاہلیت کے بھیائک احوال قلمبند ہو چکے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا
 پیامِ امن و رحمت ہی تھا کہ اس گنوار، جاہل اور ظالم معاشرے میں مصطفوی انقلاب کا شجر چند سالوں ہی میں شمر آور ہو گیا۔ رسول رحمت ﷺ کی انقلاب آفرین جدوجہد کا نتیجہ حضرت جعفر طیار رض کے ان جملوں سے سامنے آتا ہے جو انہوں نے آپ کے دورِ نبوت کے مخفی پانچ سال بعد جب شہ کے بادشاہ نجاشی کے دربار میں کہے۔ اُن
 کے اس بیان سے زمانہ جاہلیت، دعوتِ مصطفوی اور انقلابِ مصطفوی تینوں آشکار ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا:

أَيُّهَا الْمُلْكُ، كَنَا قَوْمًا أَهْلَ جَاهْلِيَّةٍ: نَعْدُ الْأَصْنَامَ وَنَأْكُلُ الْمَيْتَةَ وَنَأْتُ الْفَوَاحِشَ وَنَقْطِعُ
 الْأَرْحَامَ وَنَسْيِيءُ الْجَوَارَ وَيَأْكُلُ الْقَوِيَّ مِنَ الْأَسْعِيفِ، فَكَنَا عَلَىٰ ذَلِكَ حَتَّىٰ بَعَثَ اللَّهُ إِلَيْنَا رَسُولًا مِّنْنَا،
 نَعْرَفُ نَسْبَهُ وَصَدْقَهُ وَأَمَانَتَهُ وَعَفَافَهُ، فَدَعَانَا إِلَى اللَّهِ لَنُوَحِّدُهُ وَنَعْبُدُهُ وَنَخْلِعُ مَا كَنَا نَعْبُدُ نَحْنُ وَآباؤُنَا
 مِنَ السَّحْرَجَةِ وَالْأَوْثَانِ، وَأَمْرَنَا بِصَدْقِ الْحَدِيثِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ وَصَلَةِ الرَّحْمَ وَحَسْنِ الْجَوَارِ وَالْكَفِ
 عَنِ الْمُحَارَمِ وَالدَّمَاءِ، وَنَهَا نَعْنَ الْفَوَاحِشِ وَقُولِ الزَّورِ وَأَكْلِ مَالِ الْيَتَمِ وَقُذْفِ الْمُحْصَنَاتِ، وَأَمْرَنَا
 أَنْ نَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ لَا نَشْرُكَ بِهِ شَيْئًا، وَأَمْرَنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّيَامِ، فَصَدَقَاهُ وَآمَنَّا بِهِ، وَاتَّبَعْنَا
 عَلَىٰ مَا جَاءَ بِهِ مِنَ اللَّهِ فَعَبَدْنَا اللَّهَ وَحْدَهُ فَلَمْ نَشْرُكَ بِهِ شَيْئًا، وَحَرَمْنَا مَا حَرَمَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَأَحْلَلْنَا مَا أَحْلَلَ لَنَا.
 (ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۲: ۱۷۹)

”اے بادشاہ! ہم زمانہ جاہلیت میں رہنے والے لوگ تھے: ہم بتوں کی پرستش کرتے، مردار کھاتے، خوش کاموں میں بنتا ہوتے، قطعِ حجی کرتے، ہمسایوں سے برا سلوک کرتے، ہم میں سے طاقت و رکمزور کا مال ہڑپ کر جاتا۔ ہم ایسے ہی حال میں تھے کہ اللہ نے ہم میں سے ہماری طرف دعوت دی کہ ہم اسے ایک جانے، صدق، امانت اور پاکیزگی کو ہم جانتے ہیں۔ اس رسول نے ہمیں اللہ کی طرف دعوت دی کہ ہم اسے ایک جانے، اس کی عبادت کریں اور ان پیغمروں اور بتوں کی عبادت چھوڑ دیں جنہیں ہم اور ہمیں آباء پوچھتے تھے۔ اس عظیم رسول نے ہمیں حق گوئی، ادائے امانت، صلحِ حجی، ہمسایوں سے اچھا سلوک اور خون خرابہ و حرام چیزوں سے بچنے کا درس دیا اور انہوں نے ہمیں خوش کاموں، جھوٹی بات، مالی میتم کو ناحق کھانے اور پاکدامن عورتوں پر بہتان طرازی سے منع فرمایا۔ انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اللہ وحدہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور انہوں نے ہمیں نماز، زکوٰۃ اور روزوں کا حکم دیا۔ پس ہم نے ان کی تقدیق کی اور ان پر ایمان لائے اور ہم نے ان کے اللہ کی طرف سے لائے ہوئے قرآن کی اتباع کی سو ہم نے اللہ وحدہ کی عبادت کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا اور جو کچھ انہوں نے ہم پر حلال و حرام کیا ہم نے اسے حلال و حرام جانا۔“

حضرت جعفر رض کے اس بیان میں قبل از اسلام اور بعد از اسلام احوال کا مقابل کیا گیا ہے۔ اندازہ لگائیے کہ نبی رووف رحیم رض کی بعثت سے پہلے عرب میں جنگل کا قانون تھا لیکن وہی معاشرہ صرف گنٹی کے سالوں میں ہی نورِ ہدایت سے روشن ہونے لگا۔ اگر (معاذ اللہ) آقا صلی اللہ علیہ و آله و سلم ظالم و جاہر ہوتے جیسا کہ حاسد اور ناچنچہ مسترشقین نے زعم کیا تو کون آپ کے پیچھے چلتا؟

غزوٰت کے موقع پر خصوصی ہدایات

جب یہاں دال نہیں گلّتی تو غزوٰت رسول کو تقدیم کا نشانہ بنایا گیا حالانکہ اس میں بھی استثنائی فکر رکھنے والوں کو مغالطہ ہوا ہے۔ جنگوں کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ و آله و سلم کی طرف سے صحابہ کو خصوصی ہدایات جاری ہوتی تھیں۔

۱۔ حضرت ابن عباس رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله و سلم اسلامی لشکروں کو جہاد پر روانہ کرتے ہوئے یہ ہدایات فرمایا کرتے تھے:

آخرُ جُوْرَا بِسْمِ اللَّهِ، تَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ لَا تَغْدِرُوْا وَلَا تُغْلِوْا وَلَا تُمَثِّلُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا الْوَلْدَانَ وَلَا أَصْحَابَ الصَّوَاعِمِ.

”اللہ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ، تم اللہ کی راہ میں اس کے ساتھ کفر کرنے والوں کے خلاف جنگ کرنے جا رہے ہو، اس دوران بد عهدی نہ کرنا، چوری و خیانت نہ کرنا، مُثُلہ نہ کرنا، بچوں کو قتل نہ کرنا اور راہبوں کو قتل نہ کرنا۔“ (احمد بن حنبل، المسند، ۳۵۸:۵، رقم: ۲۴۲۸)

۲۔ حضرت انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيَا وَلَا طِفْلًا وَلَا صَغِيرًا وَلَا امْرَأَةً.

(أبو داؤد، السنن، كتاب الجهاد، باب دعاء المشركين، ٣٧: ٣، رقم: ٢٦١٤)

”نے کسی بوڑھے کو قتل کرنا، نہ شیرخوار بچے کو، نہ نابالغ کو اور نہ عورت کو۔“

— ٣۔ سیدنا مولا علی المرتضی (علیہ السلام) سے مردی حدیث نبوی میں تدریے تفصیلی احکام مذکور ہیں:

ولَا تَقْتُلُوا وَلِيًّا طِفْلًا، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا شَيْخًا كَبِيرًا، وَلَا تَغْوِنْ عَيْنًا، وَلَا تَعْقِرْ شَجَرَةً إِلَّا شَجَرًا يَمْنَعُكُمْ قِتَالًا، وَلَا تَمْثِلُوا بَآدَمِيَّةً وَلَا بَهِيمَةً، وَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تَغْلُوا.

(بیہقی، السنن الکبریٰ، ٩: ٩٠، رقم: ١٧٩٣٤)

”کسی بچے کو قتل نہ کرنا، کسی عورت کو قتل نہ کرنا، کسی بوڑھے کو قتل نہ کرنا، چشمون کو خشک و دیران نہ کرنا، جگ میں حائل درختوں کے سوا کسی دوسرے درخت کو نہ کاشنا، کسی انسان کا مثلہ نہ کرنا، کسی جانور کا مثلہ نہ کرنا، بعدہ بدی نہ کرنا اور چوری و خیانت نہ کرنا۔“

کسی بھی صاحب فہم کے لئے یہ تین احادیث مبارکہ ہی رحیم و کریم نبی ﷺ کی عالم انسانیت پر رحمت اور کرم کو تمیز کے لئے کافی ہیں۔ عموماً جنگ و جدال کا میدان ایسا ہوتا ہے جس میں انسان اپنے دشمن کے خلاف ہر طرح کی کسر نکالتا ہے اور حق و ناحق کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ مگر اللہ کے رسول ﷺ اس نازک مرحلے میں بھی اپنے تبعیین کو کھلی چھٹی نہیں دیتے اور یہ احکام اُس دور میں آپ ﷺ کے صحابہ تک مدد و نہیں تھے بلکہ آج بھی اسلام کے دامن رحمت سے غیر مسلم اقوام کو یہی کردار ملے گا۔ جو نبی حالتِ جنگ میں بھی اپنے ساتھیوں کو ناحق قتل و غارت گری کی اجازت نہیں دیتا بلکہ بے جان چیزوں کی ویرانی اور تباہی سے بھی روکتا ہے، اس کے بارے میں کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ وہ دہشت گردی و آمریت اور تلوار کے زور سے اپنے دین کو پھیلائے گا؟

فتحِ مکہ کے موقع پر رحمتِ مصطفیٰ ﷺ جو بن پر

تلوار کے زور پر اسلام پھیلانے کا سب سے بہتر وقت حضور ﷺ کے دور میں فتحِ مکہ کا تھا جب سارے اہلِ مکہ سرگلوں تھے اور رحم و کرم کی بھیک مانگ رہے تھے۔ وہاں بھی رسول اُمّن و رحمت کی زبانِ اقدس سے پہلے یہ فرمان جاری ہوا:

مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَلْقَى السَّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَعْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ.

(مسلم، الصحيح، كتاب الجهاد والسيير، باب فتح مكة، ٣: ١٤٠٧، رقم: ١٧٨٠)

”جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اُسے امان ہے، جو شخص ہتھیار پھینک دے اُسے امان ہے اور جو شخص اپنے گھر کے دروازے بند کر لے اُسے بھی امان ہے۔“

بعد ازاں کل اہلِ مکہ کے لئے عام معافی کا اعلان ان الفاظ میں کیا: لا تشریب عليکم الیوم۔ (آج

کے دن تم پر کوئی م Waxنہ نہیں۔) (دلائل النبوة للطہری، ۵: ۵۸)

غزوہت رسول ﷺ اور عالمی جنگوں کا تقابل

حضور ﷺ کے زمانہ میں مسلمانوں نے جتنی بڑی جنگیں (بدر، احد، خندق، حنین وغیرہ) اڑیں ان میں سے اکثر اپنے دفاع میں تھیں۔ دنیا کا ہر قانون انسان کو اپنے دفاع کی خاطر لڑنے کی اجازت دیتا ہے تو کیا مسلمان اپنا تحفظ نہ کرتے؟ بڑے تجھ کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں برباد ہونے والی بیانی (۸۲) جنگی مہماں (غزوات و سریا) میں مسلمانوں اور کافروں ہر دو فریق کے صرف کل ۱۰۱۸ افراد کام آئے۔ فی جنگ یہ تناسب تقریباً ۱۳ افراد بنتے ہیں۔ اتنی کمی جنگوں میں اتنے قلیل افراد کا کام آنا محض رحمت رسول ﷺ کے باعث ممکن ہوا۔ اعتراض کرنے والے خود جانتے ہیں کہ انہوں نے پچھلی صدی میں انسانیت کو جنگِ عظیم اول اور جنگِ عظیم دوم جیسے بھی انک، اندوہنک اور ہولنک بتائیں و بر بادی کے تخفے دیئے۔ جن میں ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں انسان لقمہ اجل بنے اور کروڑوں معذور ہوئے جبکہ لاکھوں میل کا رقبہ ویران اور برباد ہو۔ آج بھی بعض انسان دشمن طاقتیں اسی کردار پر عمل پیرا ہیں۔

تعصب کی عینک اتار کے قبل از اسلام اور بعد از اسلام، ازمنہ قدیم و جدید، ماضی اور حال کی اقوام و ملک کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات اظہر من اشمس ہوتی ہے کہ ۸۲ جنگوں پر مشتمل زمانہ ہونے کے باوجود نبی رحمت جیسا رحمتوں بھرا زمانہ زمین و آسمان میں لئے والی مخلوق میں سے کسی فرد نے کبھی نہیں دیکھا۔ حقیقت کبھی باطل تاویلات کے پردوں میں نہیں چھپ سکتی کہیں نہ کہیں سے آشکار ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں بعض متعصب مستشرقین نے زہر آسودہ مواد اگلا وہاں معتدل مزان قلم کا ربعی سامنے آئے، ان میں سے ایک ایڈورڈ گین تھا۔ اس نے پیغمبر اسلام ﷺ کے متعلق لکھا:

”اسلام کے ذریعہ محمد (ﷺ) نے دس سال کے اندر ہی عربوں کی شدید ترین نفرت کو، انتقامی جذبات کو، مزان و انتشار کو، وقابت و عداوت کو نکال پھینکا، لاقانونیت، عورتوں کی تحریر، سود خوری، شراب نوشی، قتل و غارت گری، دختر کشی کی رسومات قیچہ کا استیصال کیا اور انسانی قربانیوں، سفیہانہ خیالات و توهہات اور مادیات و اشیاء پرستی سے نجات دلائی، پھر اسی مذهب کے ذریعے آسمانوں کی اس بادشاہت (یعنی احکام الہی) کو انہوں نے عملًا اس زمین پر قائم کر دیا جس کی بشارت بڑے ذوق و شوق سے جناب مجھ نے دی تھی۔“

(گبن، زوال سلطنت: ۶۹، ۷۰ بحوالہ صباح الدین عبد الرحمن، اسلام اور مستشرقین، ۳: ۱۰۸)

مشہور اردو ادیب اور شاعر جناب احمد ندیم قاسمی کی نعت سے چند مصروفوں پر مضمون ختم کرتے ہیں:

ہر شخص کے دکھوں کا مداوا ہے ان کی ذات	سب پاکستانیوں کا سہارا ہے ان کا نام
بے یاروں، بے کسوں کا اٹاٹہ ہے ان کی یاد	بے چارگان دہر کا چارا ہے ان کا نام
قرآن پاک ان پہ اتنا را گیا ندیم	اور میں نے اپنے دل میں اتنا را ہے ان کا نام



مخلوقات کی محبت و اطاعت مصطفیٰ ﷺ

شبانہ ہاشمی

بے مثل و بے نظیر ہو، تم لا جواب ہو
 عرفان ذات حق کی مقدس کتاب ہو
 سلطانِ کائنات، رسالتِ آب ہو
 جاہ و شرف میں کوئی تمہاری نہیں مثال
 سرکار دو عالم ﷺ کی ذات گرامی کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور اپنی توحید
 کی پہلی دلیل بنا کر اس دنیا میں بھیجا۔ ارشادِ ربانی ہے:

يَا إِيَّاهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرُوهَا مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا (النساء، ۲: ۱۷۳)

”اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے (ذاتِ محمدی ﷺ کی صورت میں
 ذاتِ حق جمل مجدہ کی سب سے زیادہ مضبوط، کامل اور واضح) دلیلِ قاطع آگئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف (ایسی
 کے ساتھ قرآن کی صورت میں) واضح اور روشن نور (بھی) اتنا دیا ہے۔“

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کی ساری زندگی کو سراپا مجزہ اور دلیلِ قاطع بنادیا۔ وہ صادق،
 امین، ذریٰتیم، باعثِ تخلیقِ کائنات۔ بعد از خدا بزرگ توئی کی زندگی کا سفر شکم مادر سے لے کر وجود کی تخلیق تک
 مجزہ، آپ ﷺ کی حیات ظاہری کا الحمد لله مجزہ، بعد از وصال آپ کا فیضانِ تادم قیامت مجزہ، آپ کا فرش پر
 رہنا مجزہ اور فرشِ تا عرش جانا بھی مجزہ، لامکاں سے پھر مکاں تک کا سفر بھی مجزہ اور روزِ حشر آپ ﷺ کی
 شان کا اظہار بھی مجزہ۔ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا ہر دور آپ ﷺ کے بے مثال اور لا جواب ہونے کا گواہ
 ہے۔ آپ ﷺ کی شانِ رحمت کا انہما آپ ﷺ کی زندگی کے ہر لمحہ سے ہوتا ہے۔

آپ ﷺ کی شانِ رحمت کا دائرة کا رمحِ جن و انس تک محدود نہ تھا بلکہ جملہ مخلوقات چاہے حیوانات ہوں،
 نباتات یا جمادات بھی اس دریائے رحمت کے دائرة میں سمٹ آئے۔ آپ ﷺ کے عشق و محبت کا دم فقط آپ ﷺ کی
 محبت میں بیٹھنے والے ہی نہ بھرتے تھے بلکہ اس کائنات کا ذرہ ذرہ آپ ﷺ کی محبت میں شیدائی اور فریغتہ نظر آتا ہے۔

بے زبان جانور ہوں یا درندے، ننھے پرندے ہوں یا سرسری شاداب درخت، درخت کے سوکھے تھے ہوں یا پہاڑ، پتھر ہو یا کنکریاں، سورج ہو یا چاند ہر کوئی آپ ﷺ کے عشق میں ڈوب کر وجود میں جھومتا دکھائی دیتا ہے۔

تابع فرمائ چاند

میرے آقا ﷺ گھوارے میں تشریف فرمایا ہیں جدھر انگلی اٹھاتے چاند اس ادا پر فدا ہو کر اسی سمیت جھک جاتا ہے۔ آقا ﷺ اس سے کلام کرتے ہیں تو وہ بھی جھک جھک کر اس بارگاہ میں جواب عرض گزارتا ہے۔ امام ابن عساکر اور امام سیوطی روایت کرتے ہیں:

”حضرت ابن عباس بن عبدالمطلب بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی نبوت پر دلالت کرنے والی ایک خاص نشانی نے مجھے آپ کے دین میں داخل ہونے کی ترغیب دی۔ میں نے دیکھا آپ ﷺ ایام طفویل میں گھوارے کے اندر چاند کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور انگلی مبارک کے ساتھ جس طرف اشارہ فرمایا کرتے تھے چاند اسی طرف جھک جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس کے ساتھ باتیں کرتا تھا اور وہ میرے ساتھ باتیں کرتا تھا اور مجھے رونے نہیں دیتا تھا۔“

آپ ﷺ کی بارگاہ میں چاند بھی بصد احترام و محبت حاضر ہوتا اور دیگر مخلوقات کی طرح وہ بھی آپ کا مطیع اور تابع فرمائ تھا۔

بادل کا سایہ

نبی کریم ﷺ گھوارے سے نکل کر بچپن کی حدود میں قدم رکھتے ہیں ہر دیکھنے والا آپ ﷺ کے حسن اور عادات و اطوار کو دیکھ کر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ حضرت حلیمه سعدیہؓ اپنے بچوں سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت کرتیں۔ ایک دن آپ ﷺ کی رضاعی بہن شیما تپتی دوپہر میں آپ ﷺ کو لے کر گھر سے باہر چلی گئیں حلیمه سعدیہؓ نے آپ ﷺ کو نہ پایا تو بے تاب ہو کر باہر نکلیں۔ تپتی دوپہر میں سورج کی تمازت دیکھ کر پریشان ہوئیں۔ جیسے ہی بیٹی کو دیکھا جال آگیا۔ شیما نے جواب دیا۔ اماں جان! میرا قریشی بھائی دھوپ کی تمازت سے محفوظ ہے۔ بادل اس پر سایہ کرتا ہے۔ یہ چلتا ہے تو بادل اس کے ساتھ چلے گلتا ہے اور جب ٹھہر جاتا ہے تو بادل بھی ٹھہر جاتا ہے۔

آپ ﷺ کی عمر مبارک بارہ برس ہے۔ آپ اپنے پچا ابو طالب کے ہمراہ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ بصرہ میں جب آپ ﷺ نے اپنے پچا کے ہمراہ قیام کیا تو بیکرہ راہب نے آپ ﷺ کا ہاتھ کپڑا لیا اور کہا ”اللہ نے انہیں رحمت للعلمین بنا دیا ہے۔“

ابو طالب نے جیران ہو کر پوچھا: ”آپ کو کیسے معلوم ہوا؟“۔ بیکرہ راہب نے کہا ”تم گھائی کے اس

جانب تھے۔ میں نے دیکھا کوئی چیز ایسی نہ تھی جو محمد ﷺ کے احترام کے لئے جھک نہ گئی ہو۔

کھجور کے تنے کا واقعہ

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں ”حضور نبی کریم ﷺ ایک تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے پھر صحابہ کرامؓ نے آپؐ کے لئے منبر بنوادیا۔ آپ ﷺ اس پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد کرنے لگے تو وہ تا اس طرح رونے لگا جس طرح اُنثی اپنے بچے کی خاطروتوی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔ (جامع ترمذی، کتاب المناقب)

رحمتِ دو عالم، سرکارِ مدینہ، حبیب کریم ﷺ جمعہ کے روز کھجور کے خشک تنے سے ٹیک لگا کر خطاب فرماتے تھے۔ ایک انصاری صحابیہ نے حضور ﷺ کے لئے بہترین لکڑی کا منبر بنو کر حضور کی بارگاہ میں پیش کیا اور استدعا کی حضور ﷺ اس منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطاب فرمایا کریں۔

جمد کے روز جب حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو مجمع نے ایک درودِ آلام میں ڈوبی ہوئی رونے کی آواز سنی۔ وہ آواز کھجور کے خشک تنے سے آرہی تھی۔ اس کا رونا ایسا دردناک تھا جیسے اُنثی اپنے بچے سے پھٹر کر بلکہ تھی کہ کوئی بچہ اپنی ماں سے جدا ہو کر روتا ہے اس کی فریاد اتنی غم ناک تھی کہ لگتا تھا شدتِ غم سے ٹکٹوئے کھٹکے ہو جائے گا۔ اس آواز کو تمام حاضرین نے سنا۔ جناب رسول کریم ﷺ اپنے منبر سے نیچے تشریف لائے اپنا دستِ شفقت درخت پر رکھا اور پھر اسے سینے سے لگایا۔ کھجور کا تنا خاموش ہو گیا مگر روتے ہوئے بچے کی طرح پھکی لگی ہوئی تھی حضور ﷺ نے اس پر فرمایا اگر تو پسند کرے میں تیرے لئے دعا کروں اور اللہ تعالیٰ تجھے جنتِ الفردوس میں اس مقام پر جگہ دے جہاں میں ہوں تو وہاں ابدِ نک رہے۔ انبیاء اولیاء تیرے پھل کھایا کریں۔

آپؐ کے اس فرمان کے جواب میں کھجور کے تنے نے کہا ایسا ضرور فرمائیے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کھجور کے تنے کو مسجد میں دفن کر دیا۔

☆ سائنسی تجربات نے ثابت کیا کہ نباتات زندگی کے ساتھ ساتھ شعور بھی رکھتے ہیں۔ اپنے احساسات کا اظہار کرتے ہیں۔ پودے سوچتے ہیں یاد رکھتے ہیں۔ اچھے اور نیک لوگوں کی قربت میں خوش ہوتے ہیں۔ پیچیدہ اور متفہ خیالات رکھنے والے لوگ ان کو ناگوار گزرتے ہیں۔ پودوں کے لئے دل میں پیار و محبت کے جذبات رکھنے والا جب پودا لگاتا ہے۔ اس کی آبیاری اور دیکھ بھال کرتا ہے تو پودوں کے بڑھنے اور پھلنے پھولنے کی رفتار بڑھ جاتی ہے۔ (محمد رسول اللہ ﷺ۔ خوبیِ مشمس الدین عظیمی)

نبی کریم رحمت للعلائیم ہونے کی حیثیت سے آسمانوں اور زمین کی ہر مخلوق سے واقف ہیں اور آپؐ کی شانِ رحمت کو ہر مخلوق مانتی ہے کہ حضرت محمد ﷺ ہمارے لئے رحمت ہیں۔ درخت نے جب یہ دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے تو اسے حضور کی جدائی شاک گزری اور اس نے بلکہ بلک کر رونا شروع کر دیا۔

رحمت للعائدين کا دریائے رحمت جوش میں آگیا۔ آپ نے لکڑی کے تنے پر دست شفقت رکھ کر دعا دی۔ باشур تنا حضور ﷺ کی اس عنایت پر خوش ہوا اور رونا ترک کر دیا۔

دیمک کے باشور ہونے کا واقعہ

کفار مکہ اور اہل قریش نے اسلام کی روز بروز بڑھتی ترقی اور حضور ﷺ سے صحابہ کرام کی بے مثال محبت اور اطاعت سے خائف ہو کر معاشی بائیکاٹ کا اعلان کیا اور عہد نامہ لکھ کر کعبہ میں لٹکا دیا۔ اس عہد نامہ کی رو سے دوسرے علاقوں کا کوئی بھی تاجر بخوباشم سے کوئی تجارتی لین دین نہیں کر سکتا۔ حضور ﷺ مع اہل و عیال شعب الی طالب نامی گھاٹی میں مقیم ہو گئے۔ یہ دور نہایت اذیت اور تکلیف کا دور تھا۔ یہاں تک کہ آپ اور آپ کے اصحاب نے درختوں کی جڑیں تک کھا کر گزارہ کیا۔

تمن برس کے بعد ایک دیمک نے عہد نامہ کے تمام الفاظ کو چاٹ لیا لیکن اللہ کے نام کونہ چاٹا۔ جو حضور کو اذیت دینے کے ارادے سے لکھے گئے تھے۔ حضور ﷺ نے کفار قریش کو اطلاع پہنچی کہ قریش نے متفقہ طور پر جو عہد نامہ لکھا تھا اسے دیمک نے چاٹ لیا۔ صرف اللہ کا نام اس میں باقی رہ گیا۔ اسی طرح یہ معاشی بائیکاٹ اللہ کی رحمت اور حضور کی عظمت کے طفیل اختتام کو پہنچا۔

☆ دیمک چینی کی ایک قسم ہے یہ پندرہ سے بیس فٹ تک اونچا گھر بناتی ہے۔ دیمک کی عقل و دانش کا حال یہ ہے کہ جب وہ اپنا گھر بناتی ہے تو ہر گھر محربوں پر اٹھایا جاتا ہے۔ چلتی اس طرح مضبوط ہوتی ہے کہ کئی آدمیوں کا بوجھ سہارا سکتی ہے۔ اس نفحے سے کیڑے نے عقل و دانش کا مظاہرہ کر کے عہد نامہ کے صرف ان الفاظ کو چاٹا جو کفار مک نے حضور ﷺ کو اذیت دینے کے لئے لکھے تھے۔ وہ نھا کیڑا بھی نبی کریم ﷺ کی تکالیف اور مصائب کو برداشت نہ کر سکا اور اپنی محبت کا اظہار ان الفاظ کو چاٹ کر کیا جن کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کو مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا لیکن خالق و مالک ہستی اللہ کے رسول نے جس واحد ذات کے قابل پرستش ہونے کا برملا اعلان کیا۔ اس کے نام کو دیمک نہ نہیں چاٹا۔

کھجور کی لکڑی کی اطاعت

غزوہ بدر میں حضور عکاشرہ بن محض بڑی جانبازی اور دلیری سے لڑ رہے تھے کہ ان کی تلوار ٹوٹ گئی۔ وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اس وقت حضور کے ہاتھ میں لکڑی کی چھڑی تھی۔ آپ ﷺ نے چھڑی حضرت عکاشرہ کو دے کر فرمایا۔ عکاشرہ جنگ جاری رکھو۔

حضرت عکاشرہ نے چھڑی ہاتھ میں لی تو وہ مضبوط، چمکدار اور تیز دھار تلوار کی مانند ہو گئی۔ حضرت عکاشرہ نے جنگ بدر کی فتح تک اس تلوار کو استعمال کیا۔ اس تلوار کا نام ”العون“ تھا۔

لکڑی میں روشنی

ایک اندر ہیری رات میں جب بارش خوب زوروں پر تھی۔ حضرت قادہ بن نعمن الصاریٰ نماز باجماعت کے لئے مسجد میں آئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت قادہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے انہیں کھجور کی ایک شاخ دی اور فرمایا یہ شاخ دس ہاتھ تمہارے آگے اور دس ہاتھ تمہارے پیچے روشنی کرے گی۔ حضرت قادہ کھجور کی شاخ لے کر گھر کی طرف چلے تو یہ شاخ مشتعل کی طرح روشن ہو گئی۔

☆ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے: ”ہم نے ہر چیزِ معین مقداروں سے تخلیق کی ہے۔“

یہ معین مقداریں ہی ہیں جن سے زمین پر مختلف چیزیں تخلیق پاتی ہیں مثلاً لوہے کے اندر معین مقداریں کام کر رہی ہیں۔ لکڑی کے اندر بھی معین مقداریں کام کر رہی ہیں۔ اگر یہ معین مقداریں کسی طرح تغیر کا شکار ہو جائیں تو لوہا، لوہانیں رہے گا اور لکڑی، لکڑی نہیں رہے گی۔ فرض کیا تخلیق کرنے والی معین مقداروں کا فارمولہ یہ ہے کہ لکڑی میں میں سات معین مقداریں کام کر رہی ہیں اور لوہے میں آٹھ معین مقداریں۔ اب اگر لکڑی کی اس معین مقدار میں ایک مقدار کا اضافہ کر دیا جائے تو لکڑی لوہے میں بدلت جائے گی اور اگر لوہے میں سے ایک معین مقدار کو کم کر دیا جائے تو وہ لکڑی میں تبدیل ہو جائے گا۔ (محمد رسول اللہ۔ جلد دوم۔ خواجہ شمس الدین عظیمی)

اللہ رب العزت نے آنحضرت ﷺ کو تمام مخلوقات پر تصرف عطا فرمایا اور یہ تصرف سورج، چاند، ستاروں، زمین و افلاک اور ان میں موجود ہرشے پر عطا فرمادیا۔ آپ کی زبان اقدس نے لکڑی کو توارکی مانند کہا تو لکڑی نے آپ کی اطاعت و اتباع کی اور اس میں موجود معین مقداروں (Chemical Composition) میں تبدیلی واقع ہوئی اور وہ تلوار بن گئی۔

جب آپ نے لکڑی کو روشن ہونے کا کہا تو ایک دفعہ پھر آپ کے تصرف کی وجہ سے لکڑی نے آپ کی اطاعت کی۔ اس مضمون سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو کائناتی زندگی اور کائناتی سسٹم کا امین اور حاکم بنادیا ہے اور تمام مخلوقات آپ کی بارگاہ میں آپ کے رتبے اور عظمت کے سامنے سر جھکائے کھڑی رہتی ہیں۔ ننھے دیک سے لے کر سورج تک آپ ﷺ کے قصیدے پڑھتا نظر آتا ہے اور آپ ﷺ کی عظمت و محبت کی تسبیح میں سرگردان دکھائی دیتا ہے۔

تو گلشن کو نین میں یوں جلوہ نما ہے ہرشے سے عیاں طاعت انوار خدا ہے

اطہار تعزیت: محترم محمد یوسف منہاجین (ایڈیٹر ماہنامہ منہاج القرآن) کی پھوپھی جان اور محترم راضیہ نوید سابق مرکزی ناظمہ تنظیمات کے دادا جان قضائے الہی سے وصال کر گئے۔ انا اللہ وانا الیه راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے انہیں جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسمندگان کو صبر جبیل عطا فرمائے۔ آمین

تعارف و تبصرہ کتاب

ایمان کا مرکز و محور ذات مصطفیٰ ﷺ

مصنف: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

خالدہ رحمن

بول کے درخت کے سائے میں تقریباً ۱۲۰۰ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قطار اندر قطار موجود تھے اور ان کے جھرمت میں شمع رسالت مآب ﷺ جلوہ افروز تھے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت رضوان کرنے والے یہ جاشار پروانے درحقیقت از روئے قرآن، اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔ عروہ بن مسعود نے (جنہیں کفار و مشرکین نے اپنا جاسوس بنایا کہ بھیجا تھا) بڑے بڑے بادشاہوں اور امراء کا تخت و تاج دیکھ رکھا تھا مگر بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کے لئے جو حد درجہ تعلیم و تکریم، عشق و محبت اور اطاعت و وفاداری صحابہ کرام میں دیکھی تو دنگ رہ گئے وہ دیکھتے کہ یہ پروانے آپ ﷺ کے وضو کے پانی کو حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑتے، آپ ﷺ کے موئے مبارک اور لعاب وہن کو زمین پر گرنے سے پہلے ہاتھوں کی زینت بنالیتے، آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو صحابہ کرام ہمہ تن گوش ہوجاتے اور حد درجہ تعلیم کے پیش نظر نگاہ پر کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ عروہ بن مسعود نے یہ سارا ماجرا اپنے ساتھیوں سے بیان کیا اور کہا خدا کی عزت کی قسم! آج تک دنیا میں کسی بڑے سے بڑے شہنشاہ کا اس کے دربار میں ایسا ادب نہیں دیکھا جیسا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ان کے صحابہ میں دیکھا ہے۔ انہیں مسلمانوں پر حملہ نہ کرنے نصیحت کرتے ہوئے کہا ”تم تو کیا دنیا کی کوئی قوم بھی انہیں شکست نہیں دے سکتی۔“

سوال یہ ہے کہ صحابہ کرام کا آپ ﷺ سے اس قدر محبت و وارثگی اور تعظیم کا رو یہ کیوں تھا؟ صحابہ کرام کا پہنچبر اسلام سے دین کی تعلیمات سیکھنا تو سمجھ میں آتا ہے مگر دین کے پیامبر سے یوں والہانہ محبت اور حد درجہ تعظیم و تکریم کی کیا وجہ تھی؟ اور وہ وجہ صرف یہ تھی کہ انہوں نے اپنے ایمان کا مرکز و محور ذات مصطفیٰ ﷺ کو بنایا تھا اور یہی وہ گر تھا جس کی بناء پر دنیا کی کوئی طاقت انہیں گزندنہیں پہنچا سکتی تھی۔۔۔ ”ایمان کا مرکز و محور ذات مصطفیٰ ﷺ“ ایسی ہی خوبصورت اور ایمان افروز واقعات اور احادیث کے مجموعہ پر مشتمل کتاب ہے جنہیں قائد تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اسی حقیقی نسبت اور تعلق کو بحال کرنے کے لئے مدون کیا ہے۔ کتاب ہذا کل تین ابواب اور ۱۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ ذات مصطفیٰ ﷺ کی ایمان میں مرکزیت کے

موضوع پر ہے۔ مرکز و محور کی پہچان کیا ہے؟ اس سلسلے میں قرآنی آیت ”أَذْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ“ سے شیخ الاسلام نے ایک خاص نکتہ سمجھایا ہے وہ یہ کہ کہنے کو تو یوں بھی کہا جاسکتا تھا کہ اے محبوب ﷺ! لوگوں کو رب کی طرف بلا یارب کا راستہ دکھا مگر یہاں اپنی ربویت کی بات اپنے محبوب کی نسبت و اضافت کے ساتھ کی یعنی اس طرح کہ یہ تیرے ذریعے مجھ تک پہنچیں میری یاد انہیں تیری یاد سے اور میرا راستہ انہیں تیرے راستے سے ملے، میرا تعلق انہیں تیرے تعلق سے، میری نسبت، تیری نسبت سے اور میری بندگی انہیں تیری غلامی کے ذریعے ملے۔ پھر رب المعزت ارشاد فرماتا ہے:

فَالَّذِينَ امْنَوْا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ لَا أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ.

(الاعراف، ۷: ۱۵)

”پس جو لوگ اس (برگزیدہ رسول ﷺ) پر ایمان لائیں گے اور ان کی تظمیم و تو قیر کریں گے اور ان (کے دین) کی مدد و نصرت کریں گے اور اس نور (قرآن) کی پیروی کریں گے جو ان کے ساتھ اتنا را گیا ہے، وہی لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔“

اس آیت کی روشنی میں تعلق بالرسالت کے چار عناصر بیان کئے گئے جنہیں شیخ الاسلام مدظلہ نے تعلق بالرسالت کے عناصر اربعہ یعنی حضور ﷺ پر ایمان، حد سے بڑھ کر ادب و تظمیم رسول ﷺ، نصرت دین رسول ﷺ اور کامل اتباع رسول ﷺ سے موسوم کیا ہے۔ ان چاروں عناصر میں شیخ الاسلام مدظلہ نے جو ایمانی اور روحانی لطائف و معارف بیان کئے ہیں اس کا اندازہ کتاب پڑھنے سے ہی لگایا جاسکتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ ”بِقُسْمٍ
سَे امْتَ اس وقت کئی دھڑوں میں بٹ چکی ہے۔ ایک گروہ نے تعلق بالرسالت کی پہلی جہت (محبت اور تعریر) کو تو
قہام لیا ہے مگر باقی دو کی اہمیت سے صرف نظر کر لیا ہے اسی طرح دوسرے گروہ نے دوسری جہت (نصرت و اتباع) کو تو
تو عملًا اپنالیا مگر پہلی جہت سے صرف نظر کر لیا۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ کے ساتھ
نسبت و تعلق کی چاروں شرائط کو بیک وقت پورا کیا جائے کیونکہ آپ ﷺ کی ذات گرامی ہی ایمان کا مرکز و محور
ہے۔ توحید کی پہچان بھی اسی سے ہے، الوہیت اور اللہ کی وحدانیت کی معرفت بھی اسی سے ہے۔ قرآن کا قرآن ہونا
بھی اسی نسبت سے اور کعبہ کی پہچان بھی اسی سے ہے۔ یہاں تک کہ ہمارا دین و ایمان اور مسلمانی کی پہچان بھی اسی
نسبت سے ہے۔ یہاں شیخ الاسلام مدظلہ نے متعدد صحابہ کرامؓ کے واقعات نقل کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ
صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کی حد درجہ تظمیم اور غایت درجہ تکریم کیا کرتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ حضور ﷺ کی ذات
اقدس کے ساتھ جس قدر مضبوط و مستحکم تعلق ہوگا اسی قدر ایمان بھی مضبوط و مستحکم ہوتا چلا جائے گا۔ پس یہی ایک گر
اور راز تھا جسے وہ سمجھ گئے تھے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس قدر نمازیں زیادہ ہوں گی اسی قدر ایمان مضبوط ہوگا، جس قدر حج زیادہ ہوں گے ایمان اسی قدر مضبوط ہوگا۔ یہ ساری عبادتیں اور ان کی فضیلیتیں اپنی جگہ بجا لیکن یہ سب اعمال مل کر بھی تھا ایمان کو مستحکم نہیں بناسکتے۔ ایمان فی الحقيقة اسی صورت میں مضبوط ہو سکتا ہے کہ حضور سرکار دو عالم ﷺ سے عشق و محبت والا تعلق مضبوط تر ہو جائے۔ پس اگر مرکز و محور کے ساتھ تعلق مضبوط تر ہو گیا تو پھر ایمان بھی کامل ہو جائے گا اور اعمال و عبادات بھی با مقصد و با مراد ہو جائیں گے یعنی یہ سب اعمال و عبادات کے کھاتے میں جائیں گے اور اگر یہ تعلق کمزور پڑ گیا یعنی محبت کم رہ گئی اور ادب ملحوظ و خاطر نہ رہا تو نصرت و اتباع اور اطاعت وغیرہ کوئی بھی شے ایمان کے کھاتے میں نہیں جائے گی پھر یہ سب کچھ ممحض ایک بوجھ ہو گا جو ہم اپنے کندھوں پر اٹھائے پھرتے ہوں گے۔

کتاب کا دوسرا باب ذات مصطفیٰ ﷺ کی اعمال و افعال میں ذات اللہ سے نسبت کے موضوع پر ہے جس میں اس حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ اعتقادی و ایمانی اعتبار سے آپ ﷺ کی نبوت و رسالت اور آپ ﷺ کے مقام و مرتبے کی بابت ہمیں کس نوعیت کا عقیدہ رکھنا چاہئے تاکہ ہم آپ ﷺ کی آفاقی اور دا Vinci رسالت کے فیضان سے ملا مال ہو سکیں۔ ارشاد خداوندی ہے: مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔

شیخ الاسلام نے اس آیت کی ذیل میں تین بنیادی نکات واضح فرمائے ہیں۔ نکتہ اولیٰ ”رسول“ میں پوشیدہ ہے اس مقام پر ہر رسول کی بات نہیں کی جا رہی بلکہ اس خاص رسول مکرم ﷺ کی بات ہو رہی ہے جس کی بعثت کا اللہ رب العزت نے موننوں پر احسان فرمایا ہے۔ الرسول اس حقیقت کو آشکار کر رہا ہے کہ اب قیامت تک آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا سکھ جاری رہے گا اور کوئی زمانہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کے دائرے سے خارج نہیں ہو گا گویا حضور نبی اکرم ﷺ سے تعلق غلامی استوار کرنے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ آپ ﷺ کے فیضان نبوت و رسالت کو ہمہ وقت اور ہمہ جہت جاری و ساری مانا جائے اور اسی طرح آپ ﷺ کی شان خاتمیت کو بھی ہمہ وقت اور دا Vinci حقیقت تصور کیا جائے۔ نکتہ ثانی ”یطیع“ میں فعل مضارع استعمال کرنے کی حکمت بھی اسی مفہوم کی تائید ہے جو اپر بیان ہوئی یعنی خطاب وہی رہا مگر قیامت تک آنے والے مناطب بدلتے رہیں گے۔ نکتہ ثالث میں آیت ”فقد اطاع اللہ“ میں باری تعالیٰ کا اپنے حوالے سے صیغہ ماضی استعمال کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اس میں بات کے ہوچکنے اور واقع ہو جانے کا یقین حاصل ہو جاتا ہے گویا رب تعالیٰ فرمرا رہا ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی تو وہ کسی وہم یا تردود کا شکار نہ ہو بلکہ اس نے یقیناً اللہ ہی کی اطاعت کی یعنی اگر کوئی رب العالمین کی کامل اطاعت و فرمانبرداری کرنا چاہے تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی غلامی کا پڑھ اپنے گلے میں ڈال لے۔

یہاں شیخ الاسلام مظلہ نے قرآن و سنت رسول ﷺ کا باہمی تعلق نہایت احسن انداز سے بیان فرمایا ہے

کہ بعض نام نہاد اور کوتاہ فکر مفکرین جو کہتے ہیں کہ ہم صرف قرآن کو مانتے ہیں، کسی اور شے کو ماننے کی ضرورت نہیں تو انہیں غور کرنا چاہئے کہ اس قرآن تک انہیں پہنچایا کس نے؟ قرآن کے قرآن ہونے کی خبر کس نے دی؟ یہ ذات مصطفیٰ ﷺ ہی ہے جن کے بارگات و سلیے سے دین، دین کامل ہوا۔ شیخ الاسلام مدظلہ نے یہاں مختلف احادیث کے ذریعے سے ثابت کیا کہ اساس ایمان نسبت تعلق رسول ﷺ ہے۔ نطق رسول ﷺ وحی الٰہی ہے، آیت ”وَمَارَمِيتَ إِذْ رَمِيتَ وَلَكِنَ اللَّهُ رَمَيْتَ“ میں فعل رسول ﷺ کو باری تعالیٰ کا اپنی طرف منسوب کرنا، ”وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضَوْهُ“ میں مقام رضا پر اللہ کے ساتھ رسول ﷺ کی نسبت بھی عیاں ہے کہ ظمیر واحد کی لائی گئی ہے۔ گویا واضح ہوا کہ ذاتیں جدا جا مگر ادب ایک ہے، ہستیاں تو بے شک الگ الگ ہیں لیکن قرب ایک ہے، ذاتیں الگ الگ ہیں لیکن قول ایک ہے، فعل ایک ہے، ذاتیں تو جدا جدا ہیں لیکن اثر ایک ہے، حکم ایک، رضا ایک اور محبت ایک ہے۔

باب سوم مقام مصطفیٰ ﷺ کے بیان پر مشتمل ہے۔ شیخ الاسلام مدظلہ فرماتے ہیں کہ خود اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کے مقام کو متعین نہیں کیا ورَفَعَنَالَّكَ ذِكْرُكُ۔ (الانشراح، ۲:۹۳) اب کتنا ذکر بلند کیا اس کا کوئی پیانہ نہیں۔ جب اللہ رب العزت نے مقام مصطفیٰ ﷺ کو متعین نہیں فرمایا تو ہاشما کس حیثیت کے مالک ہیں کہ جنہیں مقام مصطفیٰ ﷺ کی نہ کچھ خبر ہے نہ کوئی ادراک لیکن مقام کو متعین کرنے لگے ہوئے ہیں۔ ہر ایک اپنی سمجھ اور بصیرت کے مطابق بشریت اور نورانیت کے پیانوں میں الجھا ہوا ہے۔ حالانکہ آقاۓ نامدار شاہ کو نہیں ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

يا ابا بكر والذى بعثنى بالحق لم یعلمنى حقيقة غير ربى.

اے ابو بکر! قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مجموعت فرمایا میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (مطالع المسرات: ۱۲۹)

غرضیکہ شان بشریت ہر ایک کو نظر آتی ہے مگر شان نورانیت کسی کسی کو لیکن حقیقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اس لئے آپ ﷺ کا مقام بھی فقط اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔

چپ کر مہر علی ایتھے جال نہیں بولن دی

حضور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی مذکورہ تصنیف بار بار پڑھنے کے لائق ہے تاکہ ربط رسالت مآب ﷺ کی اصلی اور حقیقی بہت ہمارے قلوب واذہاں پر راسخ ہو۔ یہ اسی صورت ممکن ہے کہ ہم صحابہ کرامؐ کی سیرت پر عمل کریں جنہوں نے اپنے دین و ایمان کا محور ذات مصطفیٰ ﷺ کو بنالیا تھا۔ آج شیخ الاسلام مدظلہ کی دین و ملت کے حوالے سے تمام تر خدمات کا مقدمہ فقط یہ ہے کہ کاش! ہم اپنے ایمان کے مرکز و محور کی پہچان حاصل کر لیں۔ و ما علینا الا البلاغ۔ ☆☆☆☆☆

بیداری شعور عوامی ریلی، لیاقت با غ راولپنڈی

تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے زیر اہتمام لیاقت با غ راولپنڈی میں ”بیداری شعور عوامی ریلی“ 18 دسمبر 2011ء کو منعقد ہوئی۔ جس میں ایک لاکھ سے زائد مردو خواتین نے شرکت کی۔ کرپٹ اور فرسودہ انتخابی نظام کیخلاف عوامی ریلی راولپنڈی، اسلام آباد کی تاریخ کا سب سے بڑا اجتماع تھا۔

عوامی ریلی کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جس کے بعد نعت مبارکہ بھی پڑھی گئی۔ تحریک منہاج القرآن راولپنڈی کے مرکزی رہنماء علامہ عمر ریاض عباسی، شریز خان اعوان اور پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی سیکرٹری جزل اور اختر ایڈوکیٹ نے پروگرام میں نقابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ پروگرام کا پہلا سیشن دو گھنٹے پر مشتمل تھا، جو ایک بجے ختم ہوا۔ اس موقع پر نماز ظہر کا وفقہ کیا گیا اور پنڈال میں تمام شرکاء نے نماز ظہر کی ادا کی۔

نماز ظہر کے بعد پروگرام کے دوسرا سیشن کا آغاز قومی ترانے سے ہوا۔ اس موقع پر تمام شرکاء نے کھڑے ہو کر قومی ترانہ سننا۔ دوسرا سیشن میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا کینڈیا سے براہ راست ویڈیو کانفرنس کے ذریعے خطاب ہوا۔ ریلی کی تمام کارروائی منہاج ٹی وی کے ذریعے دنیا بھر میں براہ راست پیش کی گئی۔ اس کے علاوہ تمام ملکی اور غیر ملکی میڈیا نے بھی ریلی کی کورنچ کی۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کہا کہ میری سوچ بہت سے انکرز، زعاماء، سیاسی مبصرین اور تجزیہ کاروں کی فکر سے متصادم ہے، لیکن وہ اس نقطہ نظر کو میدیا پر زیر بحث لا سیں۔ کیونکہ الیکٹرائیک و پرنٹ میڈیا میں عوام کو سیاسی شعور کے حوالے سے ایک ہی تصور دکھائی جاتی ہے۔ لیکن سوچ کا یہ دروازہ، جو میں کھول رہا ہوں، یہ قوی سطح پر ڈسشن کے لیے اوپن نہیں ہوا۔ آپ نے کہا کہ میں آج اس ریلی کے اجتماع کی وساطت سے عوام کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر موجودہ سسٹم جس کو جمہوری کہا جا رہا ہے، یہی رہا تو کوئی بھی اس نظام سے تبدیلی نہیں لاسکتا۔ جو بھی اس نظام کے تحت آئے گا تو وہ اس نظام کی نذر ہو جائے گا۔ سیاسی جماعتوں کے پاس اس نظام کو قبول کرنے کے علاوہ کوئی اور آپشن بھی نہیں۔ کیونکہ ان کے پاس ونگ ہارسز ہیں، جو اس نظام میں ان کی کمی مجبوری بن جاتے ہیں۔ عوام کے ووٹ اس ملک میں تبدیلی نہیں لاسکتے، کیونکہ عوام کے پاس تبدیلی کا اختیار ہی نہیں۔ ووٹ تبدیلی نہیں بلکہ یہ ڈھونگ اور ملک کی تقدیر کے خلاف سازش ہے۔ آپ نے کہا کہ میں کسی کی ایماء پر نظام کے خلاف بغاوت کی بات نہیں کر رہا۔ بلکہ اپنا ملی و دینی فریضہ سرانجام دے رہا ہوں۔ آج اس نظام نے عوام سے دو وقت کا نوالہ چھین لیا۔ عوام سے ان کی خود مختاری چھین لی، عوام سے ان کی سالمیت چھین لی، عوام کو نظام نے مفروغ بنا کر رکھ دیا۔ حقیقی تبدیلی اس موجودہ انتخابی نظام کے ذریعے ممکن نہیں۔ یہ نظام غریبوں اور عوام کا نظام نہیں بلکہ یہ اشرافیہ کا غلام نظام ہے۔ جس نے ملک کے اٹھارہ کروڑ عوام کو بھی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ میں آج پوری قوم کو بتانا چاہتا ہوں کہ تبدیلی کا وقت آج ہے۔ اس تبدیلی سے مراد حکومت کی تبدیلی نہیں، بلکہ اس فرسودہ، ظالمانہ اور غیر منصفانہ انتخابی نظام کے خلاف بغاوت ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کہا ہے کہ موجودہ انتخابی نظام کینسر زدہ ہو چکا، ملک و قوم کو صحت یا ب کرنے کے لئے سر جری کرنا ہوگی۔ ملک کو ایسے سر جن کی ضرورت ہے جو پچیدہ سر جری کا ماہر ہو۔ قومی حکومت تشکیل دی جائے جو موجودہ آئین کے تالع رہ کر نیا سوشل کنٹریکٹ دے۔ قومی حکومت میں دیانت دار اور باکردار اہل لوگوں کو شامل کیا جائے جو اداوں کے اختیارات کا تعین کریں۔

انہوں نے کہا کہ میں سپریم کورٹ کو سپریم مانتا ہوں۔ قومی حکومت کے لیے راستہ سپریم کورٹ کے علاوہ کوئی نہیں کھول سکتا۔ پاکستان کو جمہوری اصلاحات کی ضرورت ہے۔ ایسا پاکستان دیکھنا چاہتا ہوں جو وہ شست گردی سے پاک ہو اور اس کی سالمیت کو یہ ونی مداخلت سے خطرہ نہ ہو۔ بدتری سے آج ہمارا معاشرہ نہ جمہوری ہے نہ اسلامی ہے اور نہ ہی انسانی ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہمارا سیاسی چلچھڑی سلسلہ سے آئین کے چھرے پر تھیڑ مار رہا ہے اور ہم پھر بھی جمہوری کھلوانے کی ضد پر قائم ہیں۔ ہمارے ملک میں جو جمہوریت ہے اسے جمہوریت کہنا اس کی توہین ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کہا کہ موجودہ نظام، جمہوریت نہیں نظام مجبوریت ہے، قوم اسے رد کر دے۔ اس نظام نے پاکستان کو کرپشون کے عالمی گراف میں بھوٹان، سری لنکا، ایتھوپیا اور بگلہ دیش سے بھی اوپر پہنچا دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کہا کہ عوام تاگے کی پچھلی نشست کی سواریاں نہ بنیں جنہیں آگے آنے والے گڑھے کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ وہ ایسے نظام کو مسترد کر دیں جس نے انھیں غلام بنارکھا ہے۔ میں ماذریٹ، امن پسند اور اعتدال پسند پاکستان دیکھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ سے لڑائی کرو نہ اس کے غلام بن کر رہو۔ ہمیں آزادانہ فیصلے کرنے والی قوم بن کر رہنا ہوگا۔ انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ہم ایکیشن نہیں لڑیں گے مگر میں نظام انتخاب کی تبدیلی کے لئے قوم کے شعور کے دروازے پر ضرور دستک دیتا رہوں گا۔ کیونکہ یہی حقیقی تبدیلی کا راستہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسا جمہوری نظام ہو جہاں صحت اور تعلیم پر جی ڈی پی کا دل فی صدر خرچ کیا جائے۔ موبائل عدالتیں ہوں جو تین دن میں فیصلہ دیں۔ انہوں نے کہا کہ اب حقیقی تبدیلی نہ آئی تو عوام غور سے سن لیں کہ پھر کبھی نہ آسکے گی اور ملک مزید اندھیروں میں چلا جائے گا۔ قوم حقیقی تبدیلی چاہتی ہے تو موجودہ نظام انتخاب کے خلاف بغاوت کر کے سڑکوں پر نکل آئے۔ جس نظام سیاست کو جمہوریت کہا جا رہا ہے اس نظام کے ذریعے جو پارلیمنٹ وجود میں آئے گی اس سے ملک و قوم میں تبدیلی نہیں بلکہ مزید مایوس جنم لے گی۔

شیخ الاسلام نے کہا کہ اس انتخابی نظام انتخاب نے عوام کی عنزت، آبرو، جینے کا حق، بنیادی ضروریات زندگی، آزادی فکر، مواخذہ کا حق سب چھین لیا ہے، آئندہ نسلوں کو بدلنے اور قومی، آئینی اداروں اور حقیقی جمہوریت کو بچانے کی خواہش اور حقیقی تبدیلی اس انتخابی نظام انتخاب کو سمندر برد کیے بغیر ممکن نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ نظام سیاست فقط اشرفیہ کی جمہوریت ہے اور انہیں اقتدار میں لانے کی ڈیواں ہے۔ آج حکومت کی تبدیلی کا وقت نہیں بلکہ نظام کی تبدیلی کا وقت ہے۔ یہ تبدیلی کا موزوں ترین وقت ہے۔ میری جگ سیاسی جماعتوں سے ہے نہ سیاسی قیادتوں سے بلکہ اس انتخابی سیاسی انتخابی نظام سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ معاشرہ نہ اسلامی ہے نہ جمہوری ہے اور نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ نہ یہ انسانی ہے۔ نہ ترقی یافتہ ہے نہ ترقی پذیر ہے بلکہ زوال پذیر ہے۔ بے سمت اور بے مقصدیت کا بھوم ہے۔ 80 فیصد عوام دو وقت کی روٹی کے لیے پریشان ہیں۔ 60 فیصد عوام

انتخابات میں حصہ ہی نہیں لیتے اور 40 فیصد بھی وہ ہیں جنہیں مختلف حیلوں سے ووٹ ڈلائے جاتے ہیں۔

شیخ الاسلام نے کہا کہ پوری دنیا میں MNA کو ترقیاتی کاموں کے بحث میں ایک روپیہ نہیں دیا جاتا، ترقیاتی کام سرکاری مکملوں کی ذمہ داری ہوتے ہیں۔ جہاں MNA اپنی حدود سے تجاوز کرے، ادارے اس کی فوری گرفت کر لیتے ہیں۔ یہاں MNA اپنے حلقات کی تقدیر کا مالک ہوتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اظہار آزادی رائے میڈیا کا بنیادی حق ہے، لیکن جب آمر اقتدار میں آتے ہیں تو میڈیا زبان کھینچ لیتے ہیں اور جب سیاست دان آتے ہیں تو میڈیا کو اتنا بولنے پر لگا دیتے ہیں کہ کسی کے کان پر جوں تک نہیں ریتی۔ انہوں نے کہا کہ میں اختصاری نظام انتخاب کو ملک اور قوم کی تباہی کا راستہ سمجھتا ہوں۔ یاد رکھیں! اگر عوام نے آج بھی آنکھیں نہ کھولیں تو پچھتاں میں گے۔

پروگرام میں ناظم اعلیٰ ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن نے ملک میں بیداری شعور کی مہم شروع کی ہے۔ یہ ریلی اس سلسلے کی کڑی ہے۔ جس میں لاکھوں افراد کی شرکت نے ثابت کر دیا ہے کہ عوام فرسودہ اور کرپٹ انتخابی نظام کے خلاف بیک آواز ہیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری عوام کی شعوری رہنمائی کا فریضہ سر انجام دے رہے ہیں۔ اور اب وہ دن دور نہیں، جب پاکستان کے عوام منہاج القرآن اور عوامی تحریک کے پلیٹ فارم پر جمع ہو کر فرسودہ انتخابی نظام کو سمندر برداشتیں گے۔

تحریک علماء پاکستان کے سیکرٹری جزل علامہ علی غضنفر کراروی نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام نے ظالمانہ انتخابی نظام کے خلاف بغاوت کا اعلان کیا، جوان کی حسین آواز ہے۔ آج ملک کا فرسودہ انتخابی نظام یزیدی قوت بن چکا ہے۔ جس سے ٹکرانے کے لیے ایک حسینی کردار اور قیادت کی ضرورت ہے۔ شیخ الاسلام وہ حسینی کردار ہیں۔ جن کا ساتھ دینے کی ضرورت ہے۔

علاوہ ازیں ریلی سے سینئر نائب ناظم اعلیٰ شیخ زاہد فیاض، امیر پنجاب احمد نواز احمد، سید ابرار قادری (منہاج القرآن کشمیر)، چودھری لہرسپ گوندل (صدر پنجاب پاکستان عوامی تحریک)، مشتاق سہروردی (خبرپختونخواہ)، نوشابہ ضیاء (مرکزی ناظمہ ویکن لیگ)، بابر چودھری (صدر یوچے لیگ)، تجھل حسین افتکابی (صدر ایم ایم ایم) اور دیگر نئی بھی خطاب کیا۔ ریلی میں امیر تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے صدر صاحبزادہ فیض الرحمن درانی، ناظم اعلیٰ ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، سینئر نائب ناظم اعلیٰ شیخ زاہد فیاض، تحریک علماء پاکستان کے سیکرٹری جزل علامہ علی غضنفر کراروی، پرنسپل سیکرٹری ٹو شیخ الاسلام جی ایم ملک، امیر پنجاب احمد نواز احمد، فخر الرازماں عادل، مرزا محمد آصف قادری، پاکستان عوامی تحریک پنجاب کے صدر چودھری لہرسپ خان گوندل، مرکزی ناظمہ ویکن لیگ نوشابہ ضیاء اور دیگر مرکزی قائدین کے علاوہ راوی پنڈی اور اسلام آباد کے قائدین بھی اٹھ پر موجود تھے۔

پروگرام کے لیے مقامی انتظامیہ کے تعاون سے سیکیورٹی کے فول پروف انتظامات کیے گئے تھے۔ پنڈوال میں داخلے کے لیے مردوں اور خواتین کے لیے الگ الگ راستے بنائے گئے تھے۔ جہاں سیکیورٹی کا بہترین اور جدید نظام نصب کیا گیا تھا۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں

تنظیمی و تربیتی وزٹس

منہاج القرآن ویمن لیگ نے اپنی تنظیمات کے دعویٰ و تربیتی نیٹ ورک کو فروغ دینے کے لئے ماہ آکتوبر، نومبر اور دسمبر میں فیلڈ کی تحصیلات کیلئے وزٹس ترتیب دیئے۔

پہلا وزٹ: مورخہ 14، 15 اکتوبر کو تحصیل چوبارہ، چوکِ اعظم، فتح پور (یہ)، کروڑ، بھکر اور جنڈیوالہ میں کیا گیا۔ جس میں مرکز سے نائب ناظمہ محترمہ ساجدہ صادق اور نائب ناظمہ دعوت محترمہ نائلہ جعفر نے شرکت کی۔ جس کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

چوبارہ: تنظیمی نشست میں گذشتہ ورکنگ کا جائزہ لیا گیا اور تنظیم نو کے بعد آئندہ ورکنگ کے حوالے سے برائی کیا گیا۔

چوکِ اعظم، لیہ، فتح پور اور کروڑ: یہ کے بلدیہ ہاں میں تربیتی ورکشاپ میں ان تمام تحصیلات کے کارکنان و عہدے داران نے شرکت کی۔ ورکنگ پلان کے مطابق تمام کارکنان کو آئندہ کے لامحہ عمل سے آگاہ کیا نیز بیداری شعور مہم اور London declaration پر بھرپور بریفنگ دی گئی۔ بعد ازاں تحصیل کروڑ کے کارکنان کی باہمی مشاورت سے ان کی تنظیم نو کی گئی۔

بھکر: تحریک منہاج القرآن بھکر کے آفس میں تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا بھکر کی تمام UC's سے منہاج القرآن ویمن لیگ کی عہدہ داران و کارکنان نے شرکت کی۔ محترمہ ساجدہ صادق نے تمام شرکاء کو خوش آمدید کہا اور ویمن لیگ کے ورکنگ پلان کی ترجیحات، اہداف اور پرائیکیشن پر تفصیلیًّا گفتگو کی۔ بعد ازاں محترمہ نائلہ جعفر نے دعویٰ پر ایکیشن (حلقه درود، حلقة عرفان القرآن، آئین دین یکھیں کورس) پر بریفنگ دی۔

دوسراؤ زٹ: مورخہ 17 اکتوبر مرکز سے ناظمہ ویمن لیگ محترمہ نوشابہ ضیاء اور ناظمہ دعوت محترمہ سدرہ کرامت نے چک جھمرہ، کھڑریانوالہ، جڑیانوالہ، تاندیانوالہ، سمندری، کوجہ اور جھگٹ تنظیمی و تربیتی ورکشاپ میں شرکت کی۔ **چک جھمرہ:** چک جھمرہ میں موجود منہاج القرآن اکیڈمی میں تنظیمی نشست کا انعقاد کیا گیا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خطاب سنوانے کے بعد خواتین کو معاشرے کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کرنے کے لئے motivate کیا گیا۔ تحصیلی ٹیم کی تشکیل کے ساتھ 3 یونین کونسلز میں بھی تنظیم سازی کی گئی اور MWL کے مختلف پر ایکیشن پر برائی کیا گیا۔

کھڑریانوالہ: کھڑریانوالہ میں عرفان القرآن سٹریٹ میں تنظیمی نشست کا انعقاد کیا گیا جس میں کھڑریانوالہ

کے کارکنان اور وابستگان نے شرکت کی۔ تنظیم سازی کرنے کے بعد حضور شیخ الاسلام کا خطاب سنوایا گیا اور تمام نظامتوں کے مختلف پرائیمیکلیس کو تفصیل سے سمجھایا گیا۔ آخر میں لٹرپرپروvide کیا گیا۔

جز احوالہ:- جزاً احوالہ میں تربیتی و رکشاپ منعقد ہوئی جس میں تمام تحصیلی، UC's کے عہدیداران اور وابستگان نے شرکت کی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے خطاب کے بعد محترمہ نوشابہ ضیاء نے MWL کے قیام کے مقاصد اور کردار پر روشنی ڈالی۔ محترمہ سدرہ کرامت علی نے MWL کے تمام پرائیمیکلیس کو بریف کیا۔

گوجردہ: گوجردہ میں تربیتی و رکشاپ کا اہتمام مقامی شادی ہال میں کیا گیا تھا۔ جہاں 50 سے زیادہ کارکنان موجود تھے۔ تلاوت و نعمت کے بعد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خطاب سنوایا گیا۔ خواتین کے کردار کی اہمیت اور تنظیم و ضبط پر لیکھ دینے کے بعد MWL کے مختلف پرائیمیکلیس، طریقہ کا اور ان کی tools expension پر محترمہ سدرہ کرامت نے بریفینگ دی۔ MWL گوجردہ کی کاؤشوں سے منہاج TV کا مقامی کیبل پر آغاز ہوا اسکا افتتاح مرکزی وندنے کیا۔

جہنگ: جہنگ کے صلیعی سیکرٹریٹ میں تنظیمی نشست کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جہنگ کی تحصیلی ٹیم کی تنظیم نوکری گئی اور مختلف علاقوں سے آنے والی خواتین کو مختلف یونیورسٹیز کو نسلوں میں تنظیمی ذمہ داریاں بھی دی گئیں۔

تیسرا وزٹ: مورخہ 20,21 اکتوبر کو ناظمہ MWL محترمہ نوشابہ ضیاء اور محترمہ نائلہ جعفر نے تحصیل کوٹلی، میرپور، بھبھرا اور بربنالہ کا وزٹ کیا۔

چوتھا وزٹ: مورخہ 24,25 اکتوبر کو مرکزی ناظمہ محترمہ نوشابہ ضیاء اور نائب ناظمہ دعوت محترمہ نائلہ جعفر نے تحصیل گجرات، کنجہ، کھاریاں، جہلم، دینہ اور سراۓ عالمگیر میں وزٹ کیا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

برناہ: برناہ میں تنظیمی نشست کا انعقاد کیا جس میں شیخ الاسلام مظلہ کا خطاب سنوایا گیا۔ بعد ازاں تنظیم نوکری اور یمن لیگ کے تنظیمی سٹرپکچر اور پرائیمیکلیس کے بارے میں تفصیلًا بتایا گیا۔

گجرات، کنجہ، کھاریاں، جہلم دینہ، سراۓ عالمگیر: گجرات میں تربیتی و رکشاپ کنجہ میں تنظیم سازی جہلم میں تربیتی و رکشاپ کا انعقاد کیا گیا۔ تربیت کی ضرورت و اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے تنظیمی نظم و نعمت پر لیکھ دیا گیا اور دعویٰ پرائیمیکلیس (حلقة درود، حلقة عرفان القرآن، آئین دین سیکھیں کو رس) پر بریفینگ دی گئی۔

پانچواں وزٹ: مورخہ 29,30 اور 31 اکتوبر کو منہاج القرآن ایمانی دینی میں دین سیکھیں کو رس (شرقي) سرگودھا (شمی)، میانوالی اور عیسیٰ خیل میں وزٹ کیا۔

بھلوال، سلانوالی، سرگودھا شرقي اور عيسيٰ خيل: میں گذشتہ کارکردگی کا جائزہ لیا اور تنظیم نوکری گئی۔ بعد ازاں ورنگ پلان کی اہمیت اور اس کے ٹارگٹ کا حصول کیسے ممکن ہے؟ پر بریف کیا گیا۔

سرگودھا شرقي اور عيسيٰ خيل: میں تربیتی و رکشاپ کا انعقاد کیا گیا اور ان کی ورنگ پلان اور اسکے

projects کے متعلق ہدایات دی گئی تاکہ تنظیمی استحکام ممکن ہو ان تمام تفصیلات میں London declaration کی اہمیت کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ نارگشی کی تقسیم بھی کی گئی۔

زہرہ ثانی (سیدہ نبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا نفرنس 2011ء

الحمد للہ لذت سالوں سے ہونے والی زہرہ ثانی کا نفرنس کے سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے اس سال بھی منہماں القرآن و مکن لیگ (کراچی) نے چوتھی زہرہ ثانی (سیدہ نبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا نفرنس کا انعقاد کیا۔ یہ کا نفرنس 27 نومبر بہ طابق 1 محرم الحرام کو بمقام نیشنل میوزیم آڈیٹوریم میں منعقد کی گئی اس کا نفرنس کا بنیادی مقصد سیرت سیدہ نبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روشنی میں عصر حاضر کی مسلم خواتین کے کردار کو اجاگر کرنا تھا۔ جس میں خواتین میں اتحاد امت کا تصویر اجاگر کرنے کے لئے ہر طبقہ فکر کی خواتین کو نمائندگی دی گئی تاکہ تمام مکاتب فکر کی روشنی میں سیدہ نبیب کے کردار سے شناسائی حاصل کر کے اپنی زندگیوں میں بھی عملی طور پر تبدیلی اور فکری و سمعت کو یقینی بنا سکیں۔

کا نفرنس کا آغاز تلاوتِ کلام پاک مع ترجمہ عرفان القرآن اور نعتِ رسول مقبول یعنی ﷺ کے ساتھ ہوا جس کی سعادت بالترتیب منحاج شریعہ کانج براۓ خواتین کراچی کی طالبات آنس کنوں آنسہ فائزہ اور عاصمہ بتوں نے حاصل کی اور شانِ اہل بیت میں شناخوانی کی سعادت QTV کی معروف شناخوان سحر اعظم، سارہ شہزاد اور فوزیہ خادم نے حاصل کی۔

کا نفرنس کی نقابت کے فرائض انجام دیتے ہوئے محترمہ رانی ارشد (میڈیا کو اڑیجنیز منحاج القرآن و مکن لیگ کراچی) کا نفرنس کے مقاصد بیان کئے اور آنے والے تمام معزز مہماں اور شرکاء کیلئے استقبالیہ کلمات ادا کئے۔

اس کا نفرنس کی مہماں خصوصی مسز عباس علی عبد اللہی (بیگم آف قونصل جزل اسلامک روپیلک ایران) نے شیخ الاسلام مظلہ کو خرائج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ”ڈاکٹر صاحب کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، آپ عصر حاضر میں اسلام کی نشانہ ثانیہ کے لئے کوشش وحدت عالم اسلام کے عظیم داعی ہیں۔ انہوں نے منحاج القرآن کی داغ بیل ڈال کر امانت مسلکہ کی فکری و ثقافتی نشوونما کیلئے بڑی خدمت کی ہے اور کوئی جزل آقاۓ عبد اللہی جناب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے بڑے قدردان ہیں۔ اپنی گفتگو میں انہوں نے سیرت سیدہ نبیبؓ کے مختلف گوئشوں اور کربلا اور اسکے بعد آپ کی جدوجہد کو بہت مؤثر انداز میں بیان کیا۔

صدِ مجلس مسزوں شاہ بے ضایاء (مرکزی ناطمہ منحاج القرآن و مکن لیگ) نے کہا کہ آج دین کی قدریں پامال کی جا رہی ہیں اسلام کو بطور نظام مزاحموں کا سامنا ہے اس وقت کلمہ حق بلند کرنے کیلئے مردوں کے شانہ بشانہ خواتین کو بھی میدانِ عمل میں اتر کر سیدہ نبیبؓ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے انتقالی کردار ادا کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ دور حاضر ہم سے تقاضا کر رہا ہے کہ اہل بیت اطہار کی خواتین کے کردار کو دھرا میں اور معاشرے پر مسلط یزیدی نظام کو شکست سے ہمکنار کریں، منحاج القرآن و مکن لیگ کی جدوجہد ائمہ اہل بیت اطہار اور سیدہ نبیبؓ کی جدوجہد کا تسلسل ہے جو شیخ الاسلام کی نیز سرپرستی پیغامِ علم و امن کے فروع کیلئے کوشش ہے۔

محترمہ ڈاکٹر فریدہ (بانیہ انٹریشنل اسلامک مشن یونیورسٹی برائے خواتین۔ اسکالر TV.Q) نے کہا سیدہ نینبؒ سے وفاداری کا عہد کرتے ہوئے عملی کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ سیرت سیدہ نینبؒ وہ بنیاد ہے جس پر ہر دور میں امت کو تحد کرنے اور اصلاح احوال کیلئے مدد اور رہنمائی لی جاتی رہے گی۔

محترمہ گل رعناءفضل (ناظمہ جماعت اسلامی کراچی شعبہ خواتین) ”کربلا کے بعد نینبؒ کی جدوجہد کا انداز“ پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ سیدہ نینبؒ کی داستان عزیمت تا ابد خواتین کیلئے بینارہ نور بن کر رہنمائی کرتی رہے گی۔

محترمہ نندیم زہرہ (معروف مذہبی اسکالر اہل تشیع) نے درباری یزید میں حضرت نینبؒ کے اہم نکات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ظلم و جبر کے علمبردار کے سامنے کلمہ حق بلند کر کے اور اس کے باطل کا پردہ چاک کر کے سیدہ نینبؒ نے ہمت و جرأت کا بے مثال مظاہرہ کیا۔

محترمہ امتیاز جاوید خاکوی (صدر منہاج القرآن ویمن لیگ سندھ، اسکالر TV.Q) فضائل اہل بیت اور سیدہ نینبؒ کا مقام بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اہل بیت کے پاکیزہ گھرانے کی عفت و طہارت کی گواہی خود قرآن نے دی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو رہنمائی کی جو صورتیں عطا کیں ان میں قرآن اور اپنی سیرت مبارکہ کے ساتھ اہل بیت کا خصوصیت سے ذکر فرمایا۔

ناظمہ وین لیگ نے میڈیا کو متوجہ کرتے ہوئے اتحاد بین المسلمين کے حوالے سے قرارداد پیش کی جس کی شرکاء نے بھرپور تائید کی۔ محترمہ لفہنی مہاجر (مگر امنہ منہاج القرآن ویمن لیگ کراچی) نے مرکزی ناظمہ منہاج القرآن ویمن لیگ اور اہلیہ قونصل جزل اسلامک روپیلک ایران کو اجرک کا تحکم پیش کیا اور تمام معزز مہماںوں، شرکاء (خصوصاً مختلف ناؤزکی تنظیمات)، انتظامیہ اور میڈیا کا شکریہ ادا کیا۔

کافنفس کی میڈیا کو رنج بھی بھر پور طریقے سے ہوئی۔ QTV نے اسے ریکارڈ کیا جبکہ دیگر چینلز مثلاً ایکسپریس، سماء، One TV اور KTN وغیرہ نے اس کی خبر ریکارڈ و نشر کی اور اخبارات میں بھرپور کوتراج کیلئے خصوصی اہتمام کیا گیا۔ کافنفس کی ایک افرادیت خواتین کو نیشنل میوزیم کی قرآن گلیری کا وزٹ کروانا بھی تھی۔ کافنفس کے انتظام پر خصوصی دعا معروف روحاںی شخصیت مال جان (نور بی بی) نے کروائی۔

آئیں دین سیکھیں کورسز (گوجرانوالہ) (رپورٹ: حریرہ باور)

منہاج القرآن ویمن لیگ گوجرانوالہ نظامت تربیت کے زیر اہتمام 25 آئیں دین سیکھیں کورسز ہوئے۔ جن کا مقصد عوام الناس تک دین کی بنیادی ضروری تعلیمات پہنچانا یہ کورسز دینی مدارس کے علاوہ پرائیویٹ اور گورنمنٹ تعلیمی اداروں میں منعقد کئے گئے۔ جن میں حافظ ماذل سکول PP94، کلامکیس گارڈن 93، گورنمنٹ سید گرلنگ ہائی سکول کوکھر کی میں 4 کورسز، گورنمنٹ گرلنگ ہائی سکول فرید ٹاؤن، عرفان القرآن سینٹر PP92، جامعۃ البنات منہاج القرآن PP96، یاسِ فاؤنڈیشن سکول PP92، اقراء آئیڈیل سکول PP95، الشہاب پیلک ہائی سکول PP94، سائنس فاؤنڈیشن ہائی سکول 95، جامعہ دختران اسلام عثمان کالونی، جامعہ افضل المدینہ PP94، جامعہ نور مدینہ طارق آباد میں

یہ کو سز کروائے گئے۔ معلمات مسز حیرہ باور، عائشہ طفیل، اسماء رفیق، حافظہ سحر غیرین، حراج ال اور روحہ ابجاز تھیں۔ ان پروگرام سے درج ذیل نتائج حاصل ہوئے۔

رتفا: 50، وابستگی: 600، حلقہ درود: 25، عرفان القرآن سنتر = 1، سی ڈی ایکچیخ = 6، ماہانہ دروس قرآن = 4۔

فیصل آباد

منہاج القرآن و بیکن لیگ نے اسلامک اکیڈمی میں شب داری کا پروگرام کروایا جس کا آغاز تلاوت قرآن پاک اور نعم رسول مقبول سے ہوا۔ اس پروگرام میں اجتماعی طور پر صلوٰۃ التسبیح پڑھی گئی اور حلقة درود و فکر منعقد ہوا۔ اس کے علاوہ قائد محترم کا خطاب سنایا گیا۔ نماز تہجد اور توبہ کے نوافل ادا کئے گئے۔ دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

انٹروڈکٹری ورکشاپ

MSM کے زیر اگرani انٹروڈکٹری ورکشاپ کا انتظام کیا گیا جس میں محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی ناظم اعلیٰ، محترم شیخ زاہد فیض سینسٹر نائب ناظم اعلیٰ اور ناظمہ شاکرہ چوہدری نے اظہار خیال کیا۔ جس کا مقصود طالبات کو تیار کرنا کہ وہ مشن کے کام کو کیسے بہتر انداز سے آگے بڑھاسکتے ہیں۔ نئے طالبات کو کیسے تحریک میں شامل کرنا ہے اور انہیں ذمہ داریاں کیسے سونپنی ہیں۔ کیسے ان سے نتائج حاصل کرنے ہیں۔ مختلف سکول، کالج، یونیورسٹی کی طالبات نے اس ورکشاپ میں شرکت کی۔

بیداری شعور ورثس (راولپنڈی)

بیداری شعور عوامی جلسہ لیاقت آباد کے سلسلے میں ترتیب کردہ ورثس میں سے پہلا وزٹ مورخہ 11-12-11 تا 11-12-3 جہلم، دینہ، پنڈ دادخان، تله گنگ اور چکوال کے علاقے جات میں کیا گیا۔ جس میں مرکزی ناظمہ تربیت محترمہ گفشن ارشاد اور نائب ناظمہ تربیت محترمہ افغان بابرے شرکت کی۔ ان شہروں کے ورثس کا مقصد کارکنان تک شیخ الاسلام کا بیان پہنچانا اور لیاقت باعث عوامی جلسہ میں عوام الناس کی بھرپور شرکت کے لئے Motivate کرنا تھا۔ بعد ازاں علاقے جات کی تنظیمی صورت حال کے مطابق 18 ذیہبر کے جلسہ کے لئے افرادی قوت کے ٹارگٹس دیئے گئے۔

دوسراؤزٹ مورخہ 2 ذیہبر تا 5 ذیہبر اسلام آباد ارمن، اسلام آباد روول، راولپنڈی، ٹیکسلا، واہ کینٹ، کامرہ کینٹ، دلتانہ، گوجرانہ کے علاقے جات میں کیا گیا۔ جس میں مرکزی ناظمہ محترمہ نوشابہ ضیاء اور مرکزی نائب ناظمہ دعوت محترمہ نائلہ جعفر نے شرکت کی۔ کارکنان سے گفتگو کرتے ہوئے محترمہ نوشابہ ضیاء نے کہا کہ آج پھر ہم کو حضرت امام حسینؑ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس زینی کی نظام کا انکار کرنا ہے اور حق کے لئے برس پیکار ہو کر تحریک منہاج القرآن کے قافلے کو منزل کی طرف لے کر چلتا ہے جہاں پر کبھی سیدہ فاطمہؓ کا کردار ادا کرنا ہوگا تو کبھی سیدہ نبینبؓ کے اسوہ کی پیروی کرنا ہوگی۔ بعد ازاں محترمہ نائلہ جعفر نے بیداری شعور جلسہ لیاقت باعث کے لئے کارکنان کو ٹارگٹس دیئے اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے پیغام کے ذریعے کارکنان کو Motivation دی گئی۔

ٹریننگ ورکشاپ

منہاج القرآن ویکن لیگ فیصل آباد کے زیر اہتمام بیداری شعور معلمات ٹریننگ ورکشاپ (2 روزہ) کا انعقاد 29، 30 اکتوبر کو کیا گیا۔ جس کو مسز روہینہ خاکی (پرنسپل منہاج القرآن اسلامک اکیڈمی)، مس قمر النساء خاکی (ناظمہ دعوت منہاج القرآن ویکن لیگ)، مس شانکلہ انجم (نائب ناظمہ دعوت منہاج القرآن ویکن لیگ) نے آرگنائز کیا۔ اس دو روزہ ورکشاپ میں 60 سے زائد معلمات نے شرکت کی اور مختلف نامور یونیورسٹیز نے مختلف عنوانات پر گفتگو کی۔ ورکشاپ میں ڈسکس کئے گئے عنوانات درج ذیل ہیں:

۱۔ تحریک کا تعاون، ۲۔ بیداری شعور تحریک کیا ہے؟، ۳۔ تعمیر شخصیت کی اہمیت اور روحانی تقاضے، ۴۔ معلمات کے اوصاف و کردار، ۵۔ تعمیر شخصیت میں خود اختسابی کا عمل، ۶۔ پڑھانے کے جدید طریقے، ۷۔ افرادی قوت میں اضافہ کیسے ممکن ہے؟، ۸۔ سرگرمیوں سے تحریکی استفادہ کیسے کیا جائے؟، ۹۔ سلپیس ترجمہ (سورہ بقرہ ۱ سے ۵ رکوع)، گرامر (5 یونیورسٹی)، تجوید (5 یونیورسٹی)

سہ روزہ تربیتی و روحانی اعتکاف (منہاج ماڈل سکول گرلنز کمپس لاہور)

رپورٹ: آصفہ صدر

طالبات کی اخلاقی و روحانی تربیت کے لئے امسال بھی منہاج ماڈل سکول گرلنز کمپس لاہور میں 5 تا 7 محرم الحرام کو سہ نفلی اعتکاف کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں ادارہ ہذا کی تمام طالبات نے انتہائی جمیع سے شرکت کی۔ دوران اعتکاف تربیت کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ۱۔ یونیورسٹی برائے فکری تربیت، ۲۔ اوراد و وظائف، محافل ذکر و نعت اور فرضی و نفلی عبادات برائے روحانی تربیت، ۳۔ بنیادی عبادات کی عملی مشق بذریعہ حلقة جات برائے عملی تربیت۔

امیر تحریک محترم صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی، پرنسپل سینکڑی ٹو شیخ الاسلام محترم غلام مصطفیٰ ملک، مرکزی راہنمای MES محترم پروفیسر رفیق سیال، مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ منہاج القرآن محترم پروفیسر صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری، مرکزی راہنمای تحریک محترم سید الطاف حسین شاہ، ناظم تربیت محترم غلام مرتفعی علوی، مرکزی راہنمای ویکن لیگ محترمہ شاہدہ نعمانی، ریسرچ سکالر محترمہ فریدہ سجاد، مرکزی راہنمای ویکن لیگ محترمہ شیمیم خان، پرنسپل سکول محترمہ سیدہ طبیبہ طاہرہ نے مندرجہ ذیل موضوعات پر یونیورسٹیز دیے۔

اللہ سے تعلق کے تقاضے، محبوب مٹھن عربی ڈھولون شیخیت، سیدہ کائنات کی سیرت مشعلی راہ، صحبت اولیاء کی اہمیت اور غوث اعظم سید عبد القادر شاہ جیلانی، سیدنا طاہر علاؤ الدین القادری عظیم پیر کامل، شیخ الاسلام مذکولہ کی حیات و خدمات اور روحانی تصرفات، دعا کا ضابطہ و طریقہ، ذکر کی فضیلت و اہمیت اور کیفیت، انسانی زندگی کا مقصد اور اخلاق و تقویٰ، انسانی زندگی میں درجیش مراحل اور مرحلہ وار آزمائشیں اور واقعہ کربلا میں خواتین کا کردار اور عصر حاضر کی خواتین کے لئے روشنی۔

حلقة جات محترمہ حافظ وقاریہ مریم تنویر، محترمہ حافظہ وقاریہ صدف عاصم اور محترمہ مبین اختر کی زیر گرانی جبکہ محافل و وظائف کا انعقاد محترمہ فوزیہ شفیق اور مسز قمر جاوید کی زیر گرانی ہوا۔

یہ سہ روزہ تربیتی و روحانی اعتکاف محل نعت و دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا جس میں خصوصی دعا پرنسپل سکول

محترمہ سیدہ طیبہ طاہرہ نے کروائی۔ طالبات کے لئے افطاری کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔ واس پرنپل محترمہ میمونہ یونس کی زیریگرانی میز صدر نے جملہ شاف مغربان کی معاونت سے انتظامی امور سرانجام دیئے۔

فن فیبر: 21 نومبر بروز پیر منہاج ماذل سکول گرلز کمپس میں فن فیبر کا انعقاد کیا گیا۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی سینٹر نائب ناظم اعلیٰ تحریک محترم شیخ زاہد فیاض تھے۔ اس تقریب کا مقصد طالبات کو تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ تفریح فراہم کرنا تھا۔ فن فیبر میں سکول گرلز کو اپنائی خوبصورتی سے سجا�ا گیا تھا۔ طالبات کی دلچسپی کے لئے مختلف رنگارنگ شالز سمجھائے گئے تھے جن میں جھولے کھانے پینے کے مختلف شالز اور جاب و جیولری جیسے شالز شامل تھے۔ اس تقریب کی مجموعی طور پر سربراہی واس پرنپل مس میمونہ نے کے جبکہ انتظامی ذمہ داریاں میز صدر نے سنبھالیں۔ مہمان خصوصی محترم شیخ زاہد فیاض نے تمام شالز و انتظامات ملاحظہ کر کے جملہ اساتذہ کرام کی کوششوں کو سراہا۔ فن فیبر میں طالبات کے ساتھ ساتھ ان کے والدین نے بھی شرکت کی آخر میں شرکائے تقریب کے لئے وراثی شوکا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ جس سے طالبات والدین بہت محفوظ ہوئے۔ تقریب کا اختتام شام 4 بجے ہوا۔

تقریب منہاج کا لج براۓ خواتین (رپورٹ: کرن شہزادی)

ہفتہ محرم الحرام: مورخ 9 ذی الحجه تا 7 محرم الحرام تک اسلامک سوسائٹی کی طرف سے واقعہ کربلا کی تاریخی اہمیت اور نواسہ رسول ﷺ کی عظیم قربانی کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ہفتہ محرم الحرام منایا گیا۔ جس میں اسیلیٰ کے اوقات میں بی المیں III کی طالبہ اور اسلامک سوسائٹی کی سیکرٹری حافظہ حنا اجمل نے محرم الحرام کے آداب اور تقدیس اور بی المیں III کی طالبہ قرۃ العین نے ”سفر کربلا“ بی المیں ہفتہ کی طالبہ ”میدان قافلہ کربلا میں خواتین کے کردار“ اور اسلامک سوسائٹی کی صدر سعدیہ ابراہیم نے ”قافلہ حسین سرزین کربلا“ کے عنوانات پر تقاریر کیں۔

کانج ہذا کے استاد گرامی محترم نورالزمان نے ”کربلا کا تاریخی پس منظر“ کے عنوان سے طالبات سے خطاب کیا۔ اس کے علاوہ احادیث اقوال اور اشعار پر مشتمل چارٹس آؤریزاں کئے گئے۔ اسیلیٰ میں تقاریر کرنے والی طالبات نے آج کے دور کو بیزید سے تشیید دیتے ہوئے حقیقی کردار کے حامل قائدین کی قیادت کو وقت کی اور زوال سے نکلنے کی ضرورت قرار دیا۔

ہفتہ اردو سوسائٹی: طالبات کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور ان کے اعتماد کو جلا بخششے کے لئے 7 تا 10 دسمبر تک اسیلیٰ کے اوقات میں طالبات کو فی البدیہہ عنوانات پر بولنے کی دعوت دی گئی اور اس کے علاوہ ایک تقریری مقابلہ بعنوان ”شهادت امام حسین“ کروایا گیا اور پوزیشن لینے والی طالبات کو تحائف بھی دیئے۔

English Academic Seminar

انگلش سوسائٹی کی طرف سے بزم منہاج کے زیر اہتمام 10 دسمبر 2011ء کو منعقد ہوا جس کا عنوان English Academic Seminar Master of Communication skills and spoken eng ہے۔

اور eng communication skills کے ممبر مسٹر سرہد میر اس سیمنار Chief Minister's task force for education (USA) میں لیکچرر تھے۔ انہوں نے انگلش کو ایک آسان زبان قرار دیا اور انگلش زبان کو Improve کرنے کے لئے طالبات کو مختلف Tips دیئے۔ سیمنار اپنائی کامیاب رہا طالبات نے اس پروگرام کو بہت سراہا اور اس کے لئے پسندیدگی کا اظہار کیا۔



خصوصی ہدایات برائے میلادِ ہم 2012ء

ماہ ربيع الاول ہم پر سایہ فگن ہے۔ پوری دنیا میں عاشقان رسول ﷺ اس ماہ مقدس کو منہبی جوش و خروش سے مناتے ہیں۔ اپنے قیام سے لیکر آج تک تحریک منہاج القرآن اپنے عظیم فائدہ کی زیر سرپرستی اس ماہ مقدس کو جس عظیم الشان طریقے سے مناتی ہے اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ اس سال بھی محمد اللہ تعالیٰ یہ سعادت تحریک منہاج القرآن کو ہی نصیب ہو رہی ہے۔ الحمد للہ تحریک منہاج القرآن نے عشق رسالت آب ﷺ کے فروغ کے لئے جس عظیم عالیٰ میلاد کافنفرس کا آغاز کیا تھا آج اس کو 28 سال ہو چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں دنیا بھر کی تظییمات اجملہ فورمز / کارکنان وابستگان و رفقاء کیلئے خصوصی ہدایات بسلسلہ میلادِ ہم 2012ء دی جا رہی ہیں۔ جملہ تظییمات و کارکنان پر لازم ہے کہ وہ ان ہدایات کی روشنی میں ہر سال کی طرح اس سال بھی انفرادی و اجتماعی سطح پر مخالف میلاد کا پرواقار انداز میں انعقاد کریں۔

عالیٰ میلاد کافنفرس 2012ء امسال بھی ان شاء العزیز یمنار پاکستان پر ہی ہوگی جس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب ہو گا۔ جملہ کارکنان و تظییمات عالیٰ میلاد کافنفرس سمیت تمام پروگرامز میں بھرپور شرکت کو یقینی بنائیں اور کامیاب کرنے کے لئے بھرپور جدوجہد کریں۔

☆ اس سال میلادِ ہم کا دورانیہ 20 جنوری سے 10 فروری تک ہو گا۔

میلادِ ہم اور تحریک بیداری شعور: تحریک بیداری شعور کے دوسرا ہدف، حضور ﷺ کی محبت کو ۔۔۔ وفاداری تک ۔۔۔ پر توجہ مرکوز کی جائے گی اور یہ پیغام ۔۔۔ عام کیا جائے گا کہ حضور ﷺ سے محبت، آپ سے وفاداری سے ہی مکمل ہوتی ہے اور حضور ﷺ کی وفاداری، دینِ مصطفیٰ کی وفاداری اور عشق رسول کا دعویٰ کرنے والوں پر لازم ہے کہ وہ وفاداریِ مصطفیٰ کے تقاضے پورے کرنے، احیائے اسلام اور اقامت دین کے لئے جدوجہد میں اپنا کردار ادا کریں اور قائدِ محترم کا پیغام ہر گھر تک پہنچائیں۔

استقبالِ ربيع الاول: ☆ ربيع الاول کا چاند دیکھنے کے بعد درکعت نمازوں اول شکرانہ ادا کریں۔

☆ کیم ربيع الاول کو تمام تفصیلات میں تحریک منہاج القرآن کے زیر انتظام عظیم الشان استقبالِ ربيع الاول مارچ کا انعقاد کیا جائے جس میں شہر کی جملہ تظییمات کو بھی دعوت دی جائے۔

عالیٰ میلاد کافنفرس میں شرکت: ۱۔ عالیٰ میلاد کافنفرس کو عظیم الشان بنانے کے لئے جملہ تظییمات / فورمز / کارکنان محنت کریں۔ اجتماعی اور انفرادی سطح پر ہر خاص و عام کو کافنفرس میں شرکت کے لئے بھرپور دعوت دیں۔

۲۔ اپنے شہر میں خود سے عالیٰ میلاد کافنفرس کے بڑے بڑے ہوڑاگز و بیزراں لگوائیں۔

۳۔ پنجاب کے ڈویژن ہیڈ کوارٹر کے گران اپنی زیر قیادت ڈویژن کی سطح پر ہر تھیل میں ”کاروان میلاد“ کا انعقاد کریں اور ہر ڈویژن میں پینڈ بیز تقسیم کریں۔

۴۔ مشعل بردار جلوس نکالے جائیں اور ان کے ذریعے عالیٰ میلاد کافنفرس میں شرکت کی دعوت دیں۔

۵۔ ہر رفیق / وابستہ / کارکن اپنی گاڑی کی بیک سکرین پر ”عالیٰ میلاد کافنفرس“ کی چاکنگ کیم تا 12 ربيع الاول کروائے گا۔

- ۶۔ متعلقہ تنظیم اپنی یونین کو نسل سطح کی محافل میں عالمی میلاد کانفرنس میں اپنے لوگوں کے ساتھ ساتھ دیگر تنظیموں کو بھی بھرپور شرکت کی دعوت دیں۔ ۷۔ حسب استطاعت خیافت میلاد کا اہتمام کریں۔
- ۸۔ پاکستان بھر میں ہونے والے دروس قرآن / حلقة عرفان القرآن و حلقة درود میں عالمی میلاد کانفرنس میں شرکت کی بھرپور دعوت دی جائے۔
- ۹۔ ہر شہر میں چلنے والے کیبل نیٹ ورک پر عالمی میلاد کانفرنس کے اشتہار چلوائے جائیں۔
- ۱۰۔ عالمی میلاد کانفرنس میں بروفت پہنچنے تاکہ جگہ کی پریشانی نہ ہو۔
- ۱۱۔ بسوں پر بیمز آؤزیں اکریں۔ درود و سلام پڑھتے ہوئے آئیں۔
- ۱۲۔ ملکی حالات کے پیش نظر سیکورٹی پر خصوصی توجہ دی جائے کسی بھی مسئلہ کو فرد کو گاڑی میں نہ بیٹھنے دیں بلکہ فوری طور پر پولیس کو اطلاع کریں۔ ۱۳۔ ضیافت میلاد کا اہتمام شام ۷ بجے سے ۹ بجے تک ہوگا۔
- ۱۴۔ اجتماعی تنظیمی ذمہ داریاں: انتظامیات اور ایستگان تحریک یونین کو نسل سطح پر حلقة ہائے درود و فکر اور محفل میلاد کا اہتمام کریں دیگر کتب کے علاوہ قائد محترم کی کتاب سیرہ الرسول ﷺ اور منہاج السوی کی بھرپور تشریف کی جائے۔
- ۱۵۔ ۱۲ روز تک تحصیل سطح پر مشعل بدار جلوس کا اہتمام کریں اور جشن میلاد النبی ﷺ کا محل پیدا کریں۔
- ۱۶۔ ہر تحصیلی سطح پر ہونے والے دروس قرآن میں عشق رسول ﷺ کے عنوان سے دروس قرآن کا اہتمام کریں۔
- ۱۷۔ ہر تحصیلی تنظیم قائد محترم کی کتب و کیمیش اور CDs دعویٰ پیچ تھائے کی صورت میں مذہبی، سیاسی اور سماجی دانشور شخصیات کو دیں۔
- ۱۸۔ بیمز کے ذریعے مقامی سطح پر امت کو آقا ﷺ کی ولادت باسعادت کی مبارکباد دی جائے اور فروع عشق مصطفیٰ ﷺ کو اجاگر کیا جائے۔
- ۱۹۔ مقامی سطح پر محافل میں خطابات کیلئے تنظیمات مقررین کی ڈیمانڈ نظامت دعوت سے کریں۔
- ۲۰۔ مرکزی سطح پر قائم ہونے والے گوشہ درود کو مقامی محافل میں متعارف کروایا جائے۔
- ۲۱۔ قائد محترم کے QTV پر چلنے والے خطابات کو پورا مہینہ اجتماعی طور پر بازاروں اور گھروں میں دکھانے کا اہتمام کیا جائے۔
- ۲۲۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر میلاد نعم کی جملہ تقریبات کو بھرپور انداز میں اجاگر کیا جائے۔
- ۲۳۔ گھریلو سطح پر (صرف خواتین کیلئے): ۱۔ کمکتا ۱۲ ریج الاول خواتین بچوں کو عید میلاد النبی ﷺ کی اہمیت بیان کریں تاکہ بچوں میں میلاد النبی ﷺ کی خوشی کا احساس پیدا ہو۔ اپنے گھروں میں خصوصی حلقة ہائے درود کا انعقاد کریں۔
- ۲۴۔ بچوں کو درود و سلام پڑھنا سکھائیں اور اس کے اجر و ثواب کی اہمیت کو اجاگر کریں۔
- ۲۵۔ ہر روز گھروں میں خواتین کی محفل نعم کا اہتمام کریں جس میں تبرک کا اہتمام کیا جائے۔
- ۲۶۔ خواتین محفل نعم میں خود اور بچوں کو نعمت پڑھنے کی سعادت کا موقع فراہم کریں۔
- ۲۷۔ والدین بچوں کو آقا ﷺ کی بچوں کے ساتھ محبت و شفقت بھرے و اعقات سنائیں۔
- ۲۸۔ خواتین گھروں میں آپ ﷺ کا پسندیدہ کھانا جو آپ ﷺ ناول فرماتے تھے (تفصیل کتاب شامل)

- مصطفیٰ ﷺ میں درج ہے) گھر میں تیار کریں۔
- ۷۔ صحیح فجر کے بعد شکرانے کے نفل ادا کریں۔ شرینی بائیش، نئے کپڑے پہنیں، عزیزو اقارب سے ملیں اور مخالف کا انعقاد کریں۔
- ۸۔ ہر تحریکی گھرانے میں نماز فجر کے بعد کھڑے ہو کر حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھا جائے۔
- برائے کارکنان (انفرادی سطح)۔ ۱۔ ہر کارکن کثرت سے درود پاک کا وظیفہ کرے۔ ماہ ریچ الاول کے پہلے 12 دن کم از کم 1000 مرتبہ اور باقی دنوں میں کم از کم 500 مرتبہ روزانہ درود پاک ضرور پڑھا جائے۔
- ۲۔ پہلے 12 دن ہر کارکن ہر روز نفل حضور اکرم ﷺ کی طرف سے پڑھے جبکہ باقی ایام ریچ الاول میں ہر پیرو ک پڑھے۔ ہر کارکن فروع عشق رسول ﷺ کی تحریک، تحریک منہاج القرآن میں لوگوں کو شمولیت کی دعوت دے اور کم از کم 10 افراد کو تحریک کا رفیق بنائے۔
- ۳۔ پوارا مہینے گندب خضری کا مونوگرام اور علیین پاک سینوس پر آویزاں کئے جائیں۔
- ۴۔ حسب استطاعت گھروں پر کم سے 12 ریچ الاول تک جہنم یوں اور لامنگ کے ذریعے بھر پر خوشی کا اظہار کیا جائے۔
- ۵۔ دوستوں اور رشتہ داروں کو میلاد النبی ﷺ کے کارڈ، تحائف اور پھولوں کے مگدستے پیش کیے جائیں۔ ہر کارکن کم از کم 10 افراد کو میلاد النبی ﷺ کے کارڈ بھجوائے گا۔ مرکز سے یہ کارڈ دستیاب ہوں گے۔
- ۶۔ اہم شخصیات کو سیرت الرسول ﷺ / میلاد النبی ﷺ، شہنشاہ مصطفیٰ ﷺ یا منہاج السوی کا تقدیم دیں۔
- ۷۔ تحریک سے وابستہ ہر فرد اپنی فیملی کو ہر روز بٹھا کر قائد محترم کی کتاب نور الاصرار بذکر النبی المختار سے حضور ﷺ کے فضائل و کمالات اور حسن و جمال پر مبنی عبارت پڑھ کر سنائے۔
- ۸۔ ہر تحریکی گھرانہ اپنے گلی بازاروں میں آقا ﷺ کی آمد کی خوشی میں بچوں کے اندر کھانے پینے کی اشیاء تقسیم کرے تاکہ شعوری طور پر بچوں کے اندر حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی کا احساس پیدا ہو۔
- ۹۔ بچوں کو نئے کپڑے پہنانے جائیں اور حسب استطاعت عیدی دی جائے۔
- ۱۰۔ بچوں کو کم از کم ایک دفعہ سیر کیلئے لے جایا جائے۔
- ۱۱۔ ٹیلی فون، Mobile Message کے ذریعے مبارکباد دی جائے۔ ہر کارکن تحریک کے پیغام کے ساتھ کم از کم 50 لوگوں کو SMS کرے۔
- ۱۲۔ E-mail کے ذریعے کارڈ کی ترسیل کی جائے۔
- منہاج ایجوکیشن سوسائٹی: ۱۔ منہاج پیلک اماؤل سکولز میں تلاوت، نعت اور تقریری مقابلے بسلسلہ میلاد النبی ﷺ منعقد کیے جائیں۔
- ۲۔ منہاج پیلک اماؤل سکولز میں تابدار کائنات ﷺ کی بچوں کے ساتھ شفقت و محبت اور میلاد النبی ﷺ کی اہمیت پر لیکھر ز اور مخالف نعت کا اہتمام کریں اور بعد ازاں شرینی بائی جائے۔
- ۳۔ جہاں ممکن ہو مشعل بردار جلوں نکالا جائے۔
- ۴۔ بچوں کو صحیح اسیبلی میں ایک حدیث میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے ترجمہ کے ساتھ سنائی جائے۔

- ۵۔ منہاج پیلک اماؤں سکول قریبی پرائیویٹ سکولز کو مرکزی میلاد النبی ﷺ کا نفرس میں شرکت کی دعوت دیں۔
- ۶۔ مختلف سکولز کو عید میلاد النبی ﷺ کے کارڈ ارسال کیے جائیں۔ DDEs تمام سکولز کو اس سعادت میں شامل کریں۔
- ۷۔ سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی ادارہ جات کو تحریک منہاج القرآن کی طرف سے میلاد النبی ﷺ کے کارڈ روانہ کیے جائیں۔
- ۸۔ بچوں کو صاف سترے کپڑے پہننے کی ترغیب دی جائے۔
- ۹۔ تمام سکولز کی بلڈنگ میں چاغاں کیا جائے۔
- ۱۰۔ بچوں کو گھروں میں میلاد النبی ﷺ پر چاغاں کرنے کی خصوصی ہدایت کی جائے۔
- ۱۱۔ صح کی اسیبلی میں تمام بچے تاجدار کائنات ﷺ کی ذات القدس پر ایک دفعہ درود وسلام ضرور پیش کریں۔
- ☆ اس عظیم الشان مہم کو کامیاب بنانے کیلئے ابھی سے ہی ذمہ داریاں تقسیم کر دی جائیں اور تمام احباب اس میں بھرپور محنت کریں۔

برائے رابطہ: محمد جواد حامد (مرکزی ناظم اجتماعات و مہماں TMQ) (0313/0333-4244365)

ہدایات ہفتہ تقریبات بسلسلہ قائد ڈے 19 فروری 2012ء

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مظلہ العالی کا یوم یید آش صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں تحریک کے وابستگان کیلئے خوشی و مسرت کا ہوتا ہے۔ ہر سال تحریک سے وابستہ تمام لوگ اپنے ذوق کے مطابق اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں حسب معمول تحریک منہاج القرآن کی CWC نے 12 تا 19 فروری 2012ء ہفتہ تقریبات قائد ڈے منانے کا فیصلہ کیا ہے۔

ان تقریبات کا مقصد جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور اطہار شکر اور تجدید عہد ہے، وہاں تنظیمی سطح پر شیخ الاسلام مظلہ العالی کی صحت، سلامتی اور درازی عمر کیلئے خصوصی دعا یتی تقریبات کا اہتمام کرنا ہے۔ شیخ الاسلام مظلہ العالی کی عالی سطح پر احیائے اسلام، اقامۃ، قیام امن اور فروع محبت و رواہری اور تحریک بیداری شعور اور مصطفوی انقلاب کیلئے کی جانے والی کاؤشوں کو موجودہ حالات و واقعات کے تناظر میں عوامی سطح پر نمایاں کرنا وقت کی ضرورت ہے۔

پس شیخ الاسلام کی ان کاؤشوں کو خراج تھیں پیش کرنے کیلئے ان تقریبات میں پاکستان اور دنیا بھر میں موجود تحریک کے وابستگان، کارکنان، تنظیمات، طلبہ و طالبات اور تعلیمی ادارے سب شریک ہوں۔ اس سلسلے میں مرکز اور فیلڈ میں تقریبات کا اہتمام کیا جائے گا۔ تنظیمات و کارکنان ان تقریبات کا بھرپور اہتمام کریں اور اپنی شرکت کو لینی بنا جائیں۔

برائے رابطہ: محمد جواد حامد (مرکزی ناظم اجتماعات و مہماں TMQ)

(0313/0333-4244365)